زیرِ سرپرستی
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی

صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

دائرے میں سرخ نشان
ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے
زرتعاون ارسال فرماکر مشکور فرمائیں۔

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ ، سالانہ =/150 روپیہ ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ ، لائف ممبر شپ =/300 ڈالر
نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25۔جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400 فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی. آئی. چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

یہ دور اپنے براھیم کی تلاش میں ھے......!

قارئینِ کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

تقویم اسلامی کا ماہِ آخر، ذوالحجۃ الحرام، برکت ورحمت اور رفعت وعظمت کا مہینہ ہے۔ یہ حرمین شریفین کی زیارت، حج بیت اللہ کی سعادت، اللہ کی راہ میں جدوجہد، ایثار وقربانی اور جہادِ اکبر کا مہینہ ہے۔

نویں اور دسویں ذوالحجہ کی تاریخیں امّتِ مسلمہ کے لئے یادگار تاریخیں ہیں۔ نویں ذوالحجہ تکمیلِ نعمت کا دن ہے اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ پر اس دن یہ آیت کریمہ نازل فرما کر دین اسلام کے پسندیدہ دین ہونے کا اعلان فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً ط (المائدۃ:۵:۳)

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا''

یومِ عرفہ کو پہچان کا دن بھی قرار دیا گیا ہے اور یہ حج کا رکن اعظم بھی ہے کہ اس دن بندہ میدانِ عرفات میں اللہ ربّ العزّت کے حضور تذلل اور عاجزی وانکساری کا اظہار کر کے اپنی ذات اور اپنے ربّ العلیٰ کی صفات کا عرفان حاصل کرتا ہے نیز اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم کا شکر بھی ادا کرتا ہے کہ اس رحمٰن ورحیم ربّ ودود وکریم نے اسے اپنے پسندیدہ دین اسلام سے وابستہ رکھا۔

۱۰ رذوالحجہ کا یوم، پیغمبر اولوالعزم سیدنا ونبینا حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (جدِّ اعلیٰ سیدنا مولانا امام الانبیاء ﷺ) کی بیمثال قربانی وایثار کی یاددلاتا ہے۔ جس کا حکم سورۂ کوثر کی دوسری آیت میں رسول اللہ ﷺ کی معرفت تمام امت کو دیکر سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس یادگار کو صبح قیامت تک کے لئے برقرار رکھا گیا اور یہ قربانی ظاہری اور باطنی دونوں معنیٰ رکھتی ہے، یعنی قربانی کی اصل روح اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ کی بے چون وچرا اطاعت اور ان کی خوشنودی کا حصول ہے۔

۱۰ رذوالحجہ کا دن سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کی یادگار منانے کا دن ہے۔ اللہ کی رضا جوئی کی خاطر اولاد جیسی عزیز شے قربان کر کے ہمیں

ایمان کامل

''جس کے دل میں اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو، اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے، اگر چہ اپنے دشمن ہوں، اور اللہ و رسول کے مخالفوں، بزرگوں سے عداوت رکھے، اگر چہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں، جو کچھ دے اللہ کے لئے دے، جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے، اسکا ایمان ''کامل'' ہے''۔ (قولِ اعلیٰ حضرت، احکام شریعت)

اپنے رب تعالیٰ کی حقیقی بندگی کا سبق دیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کی خاطر بت شکن بن کر معبودانِ باطل کے غرور و تکبر کو ملیامیٹ اور نمرود جیسے ظالم و جابر بادشاہ کے قصرِ انانیت کو اپنی آتشِ ایمانی سے جلا کر خاکستر کر کے قیامت تک آنے والی امتِ مسلمہ کو یہ سبق دیا کہ ایمانِ راسخ کی بدولت اپنے دور کی بڑی سے بڑی طاقت یعنی سپر پاور کو شکست دی جا سکتی ہے۔

اسی فلسفہ شہادت کو اللہ تعالیٰ نے مختصر ترین اور جامع الفاظ میں اپنے حبیب مکرم ﷺ کی زبانِ اطہر سے کہلوا کر قرآنی آیت کی صورت میں یوں محفوظ کر دیا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (الانعام،۶-۱۶۲)

''تم فرماؤ بیشک میری نماز، اور میری قربانیاں، اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا''

خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات قدسیہ اسی فلسفۂ شہادت و قربانی کی عملی تفسیر ہے۔ آپ نے اپنے عمل اور گفتار و کردار سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہی تعلیم دی اور اسی نہج پر ان کی تربیت فرمائی کہ مومن کا مقصدِ حیات اللہ ہی کے لئے جینا اور مرنا ہے اور یہ کہ مومن اپنے رب اعلیٰ کے سوا کسی طاغوتی یا نام نہاد ''سپر پاور'' سے نہیں ڈرتا۔ بالفاظ دیگر عزت کی زندگی بسر کرنا اور عزت کی موت مرنا ایک مومن کا شعار ہے۔

شہزادۂ گلگوں قبا سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کی شہادت کی یاد ہر سال ماہ محرم میں منائی جاتی ہے، آپ کی پوری زندگی حضور ﷺ کی سیرت و کردار کا آئینہ ہے لیکن واقعۂ کربلا کے حوالے سے یزید کی آمریت کے خلاف آپ نے جس جرأت و پامردی، صبر و استقلال اور توکل و قناعت کا مظاہرہ کیا ہے وہ حضور اکرم ﷺ کی نبوی صفات کا مظہر اتم ہے، جس کی مثال شاید بنی اسرائیل کے انبیاء کے علاوہ قیامت تک کسی ذات اور کسی خانوادے میں نہیں مل سکتی۔ اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی بقا کے لئے اب تک بے شمار مسلمان شہید کئے گئے مگر ان تمام لوگوں میں سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بے مثل ہے۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے تمام مصائب و تکالیف خود بھی خندہ زن ہو کر برداشت کئے اور اپنے اصحاب و عترت کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے۔ وہ باطل یزیدی طاقت کے سامنے صبر و رضا کے پہاڑ بن کر قائم رہے۔ قناعت و توکل کے آہنی پیکر بن کر یزیدیت کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ تمام جسم کو تلواروں اور نیزوں سے زخم زخم تو کیا جا سکتا ہے، اہل ولد و عشیرت کو قربان کیا تو جا سکتا ہے، مگر مومنِ صالح کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آ سکتی۔ راہ حق میں اپنا اور اپنے اہل عیال کا سر کٹا دیا، اپنے مقدس اور نازک جسموں کو گھوڑے کے ٹاپوؤں سے روندوا دیا، لیکن باطل کے آگے سر نہ جھکنے دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

قناعت توانگر کند مرد را (قناعت انسان کو (اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے) بے نیاز کر دیتی ہے)

صد افسوس کے آج نبی الامی المکین الامین ﷺ کا دین، جو دنیا والوں کیلئے ان کے رب تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت اور اس کا پسندیدہ دین ہے، کسمپرسی کے عالم میں ہے اور عالمِ اسلام کے ہر فرد خصوصاً اس کے حکمرانوں سے قربانی اور جرأتِ ایمانی کا خواستگار ہے لیکن ہم میں سے

کوئی قربان گاہ تک جانے کو تیار نہیں، کوئی بھی سنّتِ براھیمی اور سنت حسینی کا علمبر دار نظر نہیں آرہا ہے۔ دراصل ہم اپنے ایمان کے مرکزی نقطہ، ''عشقِ رسول ﷺ'' سے ہٹ گئے ہیں۔ یہی مرکزی نقطہ ''صِـرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ '' کے راہ گزاروں کے لئے مشعلِ راہ تھا۔ اسی راہ کو اختیار کر کے ہم جذبۂ جہاد سے سرشار، زمانے کی ایک ایسی متحدہ قوت بن گئے تھے کہ جس سے یہود ونصاریٰ اور ملت کفرو شرک کے دل دہل جاتے تھے۔

اس وقت امت مسلمہ سخت آزمائش کے دور سے گزر رہی ہے، علامہ اقبال نے تقریباً ۷۰ رسال قبل عالم اسلام کا جونقشہ کھینچا تھا آج بھی وہ صورت حسب حال ہے۔

آگ ہے ، اولاد براھیم ہے ، نمرود ہے　　　کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

آج دشمنانِ اسلام کے ستائے ہوئے فلسطین، کشمیر، بوسینا، کوسووو، چیچینا، افغانستان اور عراق کے مظلوم ویتیم بچے، اجڑی ہوئی گودوں والی مائیں، بیوہ اور بے یار و مددگار دلہنیں، عفت مآب عصمت دریدہ بے سہارا بہنیں، بیمار و زخم خوردہ بے آسرا بوڑھے والدین بار بار نگاہیں اٹھا اٹھا کر عالم اسلام کے حکمرانوں کی راہ تک رہے ہیں۔ ''محافظانِ حرمین شریفین'' کی طرف ملتجی نگاہوں اور سسکتی آہوں سے فریاد کناں ہیں کہ شاید کوئی وقت کا ''نورالدین زنگی'' کوئی ''محمد بن قاسم'' کوئی ''صلاح الدین ایوبی'' اٹھے اور ان کی مدد کو آئے اور ضرب ''یدللّٰہی'' اور نعرۂ ''یا محمد ﷺ'' اور ''حسینی للکار'' سے آج کے ''فرعون ونمرود'' اور ''ہامان ویزید'' کے کلاہِ غرور کو پاؤں تلے روند ڈالے۔

ایمان کی طاقت ہی سب سے بڑی طاقت ہے، ہمارے دشمنوں کے پاس بے پناہ مادّی وسائل اور نوع بنوع کے اسلحہ جات کی بھرمار سہی، لیکن ایمان کی دولت سے اس کا میدانِ کارزار یکسر خالی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ بزدل ہے اور موت سے ڈرتا ہے۔ اگر ہم سمجھیں تو ہماری یہ عزیز متاع ''دولتِ ایمان'' ان کے تمام وسائل پر بھاری ہے۔ آج بھی اگر ممالک اسلامیہ کی قیادت اجتماعی طور پر یہ طے کرلے کہ ہم یا تو عزت کی زندگی بسر کریں گے یا عزت کی موت مریں گے لیکن دشمنان دین کے آگے نہ جھکیں گے، جب تک دم میں دم ہے اپنے خطّہ کے وسائل پر انہیں قبضہ نہ کرنے دیں گے، تو یقین مانیے مسلمانوں کی متحدہ قوتِ ایمانی، ان کے فولادی عزائم اور آہنی جذبۂ جہاد وشہادت کے سامنے یہ ہرگز نہیں ٹھہر سکیں گے۔

آج بھی ہو جو براھیم کا ایماں پیدا　　　آگ کرسکتی ہے انداز گلستان پیدا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور اسوۂ حسینی پر عمل پیرا ہو کر ایثار و قربانی کا پیکر بننے اور امام الانبیاء، حبیبِ خدا ﷺ سے وفا شعاری کا عہد نبھاتے ہوئے فراستِ ایمانی، حکمتِ عملی، تدبّر اور جراتِ مومنانہ کے ساتھ عراق سمیت دنیا بھر کے تمام مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے.................. آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

للشیخ امام احمد رضا خاں بریلوی

آیات الاحکام القرآن
تفسیر رضوی

ترتیب: سید وجاہت رسول قادری

عبقری الشرق امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کی ساری زندگی فقہ حنفی کی ترویج واشاعت اور حدیث نبوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کی خدمت میں گزری، قرآن مجید، فرقان حمید کا اردو زبان میں ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' کے نام سے رفیع الشان ترجمہ کیا۔ انہوں نے قرآن کریم کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا، قرآن فہمی کے لئے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے ان پر انہیں پوری دسترس حاصل تھی، مثلاً شانِ نزول، ناسخ ومنسوخ، تفسیر بالحدیث، تفسیرِ صحابہ اور استنباطِ احکام کے اصول سے پوری طرح واقف تھے اور اس کی جزئیات وکلیات کا اچھی طرح علم رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ اگر قرآن مجید کے مختلف تراجم کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو ہر انصاف پسند عالم کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ امام صاحب کا ترجمہ ''کنز الایمان''، ہی سب سے بہترین ترجمہ ہے، جس میں شان الوھیت کا احترام بھی ملحوظ ہے اور عظمتِ رسالت کا تقدس بھی پیشِ نظر ہے، سلاست وروانی بھی ہے اور قرآن کی ترجمانی بھی ''جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں (روحِ) قرآن ہے''

(عبدالنبی کوکب، مولانا: مقالات یوم رضا ج ا ص ۴۱)

لیکن بایں ہمہ شانِ علم وفنِ تفسیر القرآن امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کو فتویٰ نویسی اور دیگر تصنیفی اور تدریسی مشغولیات کی وجہ سے قرآن مجید کی مکمل تفسیر لکھنے کا موقع نہ مل سکا، صرف سورۃ ''والضحیٰ'' کی تفسیر لکھ پائے تھے جو اسّی جز (۸۰۰ صفحات) پر مشتمل تھی (اگر آپ قرآن پاک کی مکمل تفسیر لکھتے تو اس کے لئے کتنے صفحات اور پھر کتنی طویل مدت کی ضرورت تھی)۔ لیکن اس کے باوجود امام احمد رضا کی دیگر تصانیف خصوصاً فتاویٰ رضویہ کی ۲۷/ جلدوں میں سیکڑوں آیاتِ قرآنی کے نمونے، انمول موتی کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔ ہم نے چاہا کہ قارئین کرام خصوصاً قرآن اور فقہ اسلامی سے شغف رکھنے والے حضرات کے استفادے کے لئے اسے ایک جگہ جمع کر دیا جائے، اس جذبہ کے تحت:

''تفسیر القران فی آیات الاحکام''

کے عنوان سے یہ صفحہ شروع کیا گیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جب کام مکمل ہو جائے گا تو امام احمد رضا کی تفسیری کام کے حوالے سے ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے گی۔

آیات احکام مندرجہ ذیل ہیں:

آیت نمبر (۱)

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ (۲/۸۰)

ترجمہ: کیاتم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تم کو علم نہیں

آیت نمبر (۲)

قُلِ اللّٰہُ اَذِنَ لَکُمۡ اَمۡ عَلَی اللّٰہِ تَفۡتَرُوۡنَ ۔(۱۰/۵۹)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کیا اللہ نے تمہیں اجازت دی کے تم اللہ پر افتراء باندھتے ہو۔

آیت نمبر (۳)

فَاسۡئَلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۔ (۱۶/۴۳)

ترجمہ: توتم اہل علم سے دریافت کرواگر تم نہ جانتے ہو

آیت نمبر (۴)

اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ (۴/۵۹)

ترجمہ : اطاعت کروتم اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی۔

مندرجہ بالا آیاتِ احکام سے استنباط کرتے ہوئے امام احمد رضا یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

کسی قول کی حکایت، اس قول پر افتاء کے مترادف نہیں کیونکہ ہم بہت سے ایسے اقوال بیان کرتے ہیں جو مذہب (ابی حنیفہ) سے الگ ہوتے ہیں اور کوئی بھی نہیں سمجھتا ہے کہ ہم ان اقوال پر فتویٰ دے رہے ہیں، افتاء کے معنی یہ ہیں کہ ہم کسی چیز پر اعتماد کریں اور سائل کو بتائیں کہ تم نے جو سوال کیا ہے اس میں شرع کا یہ حکم ہے اور یہ اسی لئے حلال ہے جو کسی چیز کو اس کی شرعی دلیل سے پہچانتا ہو، ورنہ یہ غلط ہوگا اور شریعت پر افتراء ہوگا، اور ایسا کرنے والا اللہ کے اس قول کا مصداق ہوگا'' کیاتم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تم کو علم نہیں۔ نیز فرما دیجئے کیا اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اللہ پر افتراء باندھتے ہو''۔

مالک الملک

''ہمارا اور ہماری جان کا مالک وہ ایک، اکیلا، پاک، نرالا، سچا، مالک ہے۔ اس کے احکام میں کسی کو مجالِ زدن کیا معنی! کیا کوئی اس کا ہمسر یا اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے؟ مالک علی الاطلاق ہے، بے اشتراک ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا''

(قولِ اعلیٰ حضرت: ثلج الصدر الایمان القدر)

دلیل کی دو قسمیں، ایک تو تفصیلی ہے اور اس کی معرفت اہل نظر و اجتہاد کے ساتھ خاص ہے کیونکہ دوسرے حضرات اگر کسی مسئلہ میں مجتہد کی دلیل جانیں گے بھی تو بطور تقلید جانیں گے، جیسا کہ ہم نے اس کو اپنے رسالہ مبارک:

''الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی''

میں وضاحت سے بیان کردیا ہے کیونکہ جو منازل ہم نے اس میں بیان کی ہیں ان کو طے کرنا مجتہد کے سوا اور کسی کے بس کا روگ نہیں، اس کا کچھ حصہ ''عقود رسم المفتی'' میں بیان کیا ہے، اس میں بیان کیا کہ دلیل کی معرفت مجتہد ہی کو حاصل ہوتی ہے، کیونکہ دلیل کی صحت اس پر موقوف ہے کہ وہ دوسرے دلائل سے متعارض نہ ہو، اور یہ چیز اسی وقت معلوم ہوسکتی ہے جب آدمی تمام دلائل کا استقراء تتبع اور تلاش کرے اور یہ صرف مجتہد ہی کرسکتا ہے، صرف اتنی ہی بات کا جان لینا کہ فلاں مجتہد نے یہ حکم فلاں دلیل سے حاصل کیا ہے تو اس میں کچھ فائدہ نہیں اھ یا اجمالی ہوگی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔

''تو تم اہل علم سے دریافت کرو اگر نہ جانتے ہو'' اور فرمان الٰہی ہے ''اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو

رسول اور صاحبانِ امر کی''۔

کیونکہ اصح قول کے مطابق اولوالامر سے مراد علماء ہیں، نیز حضور کا ارشاد ہے ''جب ان کو معلوم نہ تھا تو انہوں نے دریافت کیوں نہ کیا؟ کیونکہ جہل کی بیماری کی شفاء سوال کرنے میں ہے'' اور یہی وجہ ہے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا اپنے امام کے اقوال کو قبول کرنا شرعی تقلید نہیں ہے، کیونکہ یہ دلیل شرعی سے ہے، یہ تو محض عرف کے اعتبار سے تقلید ہے، کیونکہ ہمیں تفصیلی دلیل کا علم نہیں اور تقلید حقیقی کا تو شریعت میں کوئی جواز نہیں، اور جن روایت میں جاہلوں اور گمراہوں کی تقلید کی مذمت کی گئی ہے وہ یہی ہے، گمراہ لوگ عوام کو دھوکا دے کر اس کو تقلید عرفی پر محمول کرتے ہیں جو ہر اس شخص پر فرض ہے جو مرتبۂ اجتہاد پر فائز نہ ہو، مدقق بہاری نے مسلم الثبوت میں فرمایا ''تقلید غیر کے قول پر بلا حجۃ عمل کا نام ہے جیسے عام آدمی کا عام اور مجتہد کا مجتہد سے کچھ حاصل کرنا، تو حضور ﷺ یا اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے، اسی طرح عام آدمی کا مفتی سے رجوع کرنا اور قاضی کا عادل گواہوں کی طرف رجوع کرنا، کیونکہ یہ نص نے ان پر واجب کیا ہے، مگر عرف میں یہ ہے کہ عام شخص مجتہد کا مقلد ہے، امام نے فرمایا اصولیوں کی بڑی تعداد اسی پر ہے ا ھ

بحر العلوم نے فواتح الرحموت میں اس کی شرح اس طرح کی ہے (تقلید غیر کے قول پر بلا حجۃ عمل کرنا ہے) اس کا تعلق عمل سے ہے اور حجۃ سے مراد ادلہ اربعہ ہیں، ورنہ تو قول مجتہد بھی اس کی دلیل اور حُجّۃ ہے (جیسے عام آدمی) مجتہد کا قول قبول کرے (اور) مجتہد اپنی ہی طرح کسی اور مجتہد سے لے، تو حضور ﷺ کی طرف رجوع کرنا یا اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں کیونکہ یہ دلیل کی طرف رجوع ہے (اور اسی طرح) رجوع (عام آدمی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا عادل گواہی کی طرف) یہ تقلید نہیں اگرچہ اس پر اس کے بعد عمل کرنا تقلید ہے (کیونکہ ان پر یہ چیز نص نے واجب کی ہے) یہ حُجّت پر عمل ہے قول غیر پر عمل نہیں ہے (لیکن عرف) دلادت کرتی ہے (کہ عام آدمی مجتہد کا مقلد ہے) کہ ان کی طرف رجوع کرتا ہے امام نے فرمایا (یعنی امام الحرمین نے) کہ اسی پر اصولیوں کی بڑی جماعت ہے اور یہی مشہور و معتمد ہے۔ اھ ت

(فتاویٰ رضویہ (جدید) ج-۱، ص-۱۰۲ / تا ۱۰۵)

❖❖❖❖❖❖

❁ بقیہ ''کتبِ نو'' ❁

تراکیب سے مبرا ہے۔ (۲) متنِ کتاب میں واقعات کو مسلسل بیان کیا گیا ہے لیکن مترجم موصوف نے جدید اسلوبِ تحریر اور تقاضوں کے مطابق عنوانات کے تحت بیان کیا ہے اور متنِ کتاب کے بعض تسامح کی دلیل و برہان کے ساتھ تصحیح کی ہے۔ (۳) مصنف علامہ سے بعض واقعات کی تشخیص کے سلسلے سے دلائل و براہین کی بنیاد پر اختلاف کا اظہار بڑی متانت سے کیا ہے۔ (۴) متن میں بیان شدہ بعض بظاہر متضاد روایت کو خوبصورت تطبیق کے ذریعہ رفع کیا گیا ہے۔ (۵) عربی اسماء کے اعراب کو اردو دان حضرات کی سہولت کیلئے بڑی تحقیق سے ضبط کیا ہے۔ (۶) اور جہاں واقعہ کی تاریخ بیان ہونے سے رہ گئی تھی مترجم موصوف نے اس کمی کو پوری تحقیق سے پورا کیا ہے۔ (۷) مصنف علامہ کے بیان کردہ بعض مآخذ میں مترجم موصوف نے مفید اضافہ کر کے اسے مزید مؤقر کیا ہے۔ (۸) مترجم علامہ نے ترجمہ میں تاریخی واقعات کے اسباب و علل پر بھی بحث کی ہے۔ (۹) فاضل مترجم نے دس سے زیادہ مقامات پر مطلق استعمال ہونے والے الفاظ کے ابہام کو تفہیم قاری کے لئے حاشیہ میں دور کیا ہے اور مصنف علام کی ترک کی ہوئی بعض جزئیات کو بھی حاشیہ میں بیان کیا ہے۔

غرض کہ مذکورہ اور ان کے علاوہ دیگر بے شمار خوبیوں کی بناء پر یہ ترجمہ بذات خود ایک مستقل تالیف معلوم ہوتا ہے اور سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ کا شوق رکھنے والوں کے لئے ان خوبیوں کی بناء پر ایک انمول تحفہ ہے۔ اس اعتبار سے کتاب کا ھدیہ ۳۷۵/ روپے نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۳)

اللہ تعالیٰ نیتوں کو دیکھتا ہے

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی*

(۳) عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال،قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم :

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ لَایَنْظُرُ إِلٰی صُوَرِکُمْ وَأَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ إِنَّمَا یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ ۔ (ذیل المدعا لاحسن الوعاء،ص ۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا۔ ہاں البتہ تمہارے دلوں کو اور عملوں کو دیکھتا ہے (۱۲م)

(۴) دل کا حال خدا جانتا ہے:

عن اسامة بن زید رضی الله تعالیٰ عنهما قال :

بعثنا رسول اللّٰه ﷺ فی سریة فصبحنا الحرقات من جهینة فادر کت رجلا فقال لاإله إلا اللّٰه فطعنته فوقع فی نفسی من ذلک فذکرته للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال رسول الله ﷺ :أقال لاإله إلاالله وقتلته قال: قلت یا رسول الله! إنما قالها خوفا من السلاح قال:أفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰی تَعْلَمَ أقالها أم لا فما زال یکررها علی حتی تمنیت أنی أسلمت یومئذ -

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک سریہ میں روانہ فرمایا۔ ہمارا قبیلۂ جہینہ کی ایک شاخ حرقات سے مقابلہ ہوا، میں نے ایک شخص پر حملہ کیا اس نے بیساختہ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھا لیکن میں نے اسے نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر میرے دل میں یہ بات کھٹکی تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، کیا اس نے لا الہ الا اللہ پڑھا تھا اور تم نے اس کو قتل کردیا؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! اس نے ہتھیار کے خوف سے پڑھا۔ حضور نے فرمایا تو تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھ لیا؟ کہ تم جان لیتے کہ صدق دل سے پڑھا یا یونہی محض خوف سے۔ حضور یہی جملہ بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ اس تشدیدی حکم سے متاثر ہو کر میں تمنا کرنے لگا کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ،۸/۳۲۳)

*(پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

(ماخوذ از: جامع الاحادیث للشیخ امام احمد رضا خان محدث بریلوی)

۲-توحید و صفاتِ الٰہی

(۱) کلمۂ توحید کی فضیلت:

۵- قال الإمام علی رضا حدثني أبي موسى الكاظم عن أبيه جعفر الصادق عن أبيه محمد الباقر عن أبيه زين العابدين عن أبيه الحسين عن أبيه علي بن أبي طالب رضی الله تعالیٰ عنهم قال: حدثني حبيبي وقرة عيني رسول الله ﷺ: حدثني جبرئيل قال: سمعت رب العزة يقول: لا اله إلا الله حِصْنِيْ، فَمَنْ قَالَ دَخَلَ حِصْنِي، وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِيْ أمِنَ مِنْ عَذَابِي.

سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ امام موسیٰ کاظم وہ امام جعفر صادق وہ امام محمد باقر وہ امام زین العابدین وہ امام حسین وہ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ ان سے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی! کہ میں نے اللہ عزوجل کو فرماتے سنا، کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، تو جس نے اسے کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امان میں رہا۔

(۲) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

امام ابن حجر مکی نے اس حدیث کی روایت وسند کا پس منظر اس طرح بیان فرمایا کہ جب امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیشاپور میں تشریف لائے چہرۂ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا، حافظانِ حدیث امام ابوزرعہ رازی۔ امام محمد بن اسلم طوسی اور ان کے ساتھ بے شمار طالبانِ علمِ حدیث حاضرِ خدمتِ انور ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کی، کہ اپنا جمالِ مبارک ہمیں دکھایئے اور اپنے آبائے کرام سے ایک حدیث ہمارے سامنے بیان فرمایئے۔ امام نے سواری روکی اور غلاموں کو حکم فرمایا کہ پردہ ہٹالیں۔ خلق کی آنکھیں جمال مبارک سے ٹھنڈی ہوئیں۔ دو گیسوشانے پر لٹک رہے تھے۔ پردہ ہٹتے ہی خلق کی یہ حالت ہوئی کہ کوئی چلاتا ہے۔ کوئی خاک پر لوٹتا ہے، کوئی روتا ہے، کوئی سواری مقدس کا سم چومتا ہے۔ اتنے میں علماء نے آواز دی خاموش! سب لوگ خاموش ہو رہے۔ دونوں امام مذکور نے حضور سے کوئی حدیث روایت کرنے کو عرض کی تو یہ حدیث بیان فرمائی۔ یہ حدیث بیان فرما کر حضور رواں ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا گیا۔ دواتوں والے جو ارشاد مبارک لکھ رہے تھے شمار کئے گئے تو بیس ہزار سے زائد تھے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لو قرأت هذا الاسناد علی مجنون لبرأ من جنته

یہ مبارک سند اگر مجنون پر پڑھو تو ضرور اسے جنون سے شفا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب کہف کے نام تحصیلِ نفع و دفعِ ضرر اور آگ بجھانے کے واسطے ہیں۔ ایک پارچہ میں لکھ کر بیچ آگ میں ڈال دیں اور بچہ روتا ہو تو لکھ کر گہوارے میں اس کے سر کے نیچے رکھ دیں اور کھیتی کی حفاظت کیلئے کاغذ پر لکھ کر بیچ کھیت میں ایک لکڑی گاڑ کر اس پر باندھیں اور رگیں تپکنے اور تجاری اور دردسر اور حصولِ تونگری و وجاہت اور سلاطین کے پاس جانے کیلئے داہنی ران پر باندھیں اور دشواریٔ ولادت کیلئے عورت کے بائیں ران پر نیز حفاظتِ مال اور دریا کی سواری اور قتل سے نجات کیلئے۔

اقول:

فی الواقع جب اسمائے اصحاب کہف قدست اسرارہم میں وہ برکات ہیں حالانکہ وہ اولیائے عیسویین میں سے ہیں۔ تو اولیائے محمد یین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کا کیا کہنا! ان کے اسمائے کرام کی برکت کیا شمار میں آسکے! اے شخص تو نہیں جانتا کہ نام کیا ہے؟ مسمی کے انحائے وجود سے ایک نحو ہے امام فخر الدین رازی وغیرہ علماء نے فرمایا: کہ وجود شئی کی چار صورتیں ہیں۔ وجود اعیان میں ...... علم میں ...... تلفظ میں ...... کتابت میں...... تو ان دوشق اخیر میں وجودِ اسم ہی کو وجودِ مسمی قرار دیا ہے، بلکہ کتب عقائد میں لکھتے ہیں: الاسم عین المسمی، نام عین مسمی ہے۔ امام رازی نے فرمایا: المشهور عن اصحابنا ان الاسم هو المسمی۔ مقصود اتنا ہے کہ نام کا مسمی سے اختصاص کپڑوں کے اختصاص سے زائد ہے اور نام کی مسمی پر دلالت تراشۂ ناخن کی دلالت سے افزوں ہے تو خالی اسماء ہی ایک اعلیٰ ذریعۂ تبرک وتوسل ہوتے نہ کہ اسلامی سلاسل علیہ کی اسناد اتصال بمحبوب ذوالجلال وبحضرت عزت وجلال ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور اللہ ومحبوب اولیاء کے سلسلۂ کرام و کرامت میں انسلاک کی سند، تو شجرۂ طیبہ سے بڑھ کر اور کیا ذریعۂ توسل چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۴/ ۱۳۷)

اخلاص

''عبادت محض توجہ الی اللہ ہونا چاہیے کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اس کی کسی ایک نعمت کا جو اس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی بدلہ نہیں ہوسکتے''۔ (قول اعلیٰ حضرت: الملفوظ)

حوالہ جات

(۳) الصحیح لمسلم:

کتاب ابر والصلہ تحریم و التجس، ۲/ ۳۱۷

السنن لا بن ماجه: کتاب الزهد باب القاعة، ۲/ ۳۰۶

المسند لاحمد بن حنبل: ۲/ ۲۸۵، ۵۳۹

الجامع الصغير للسيوطی: ۱/ ۱۱۴

(۴) الصحیح لمسلم:

كتاب الايمان ۶۷، باب تحری قسل الكافر بعد قوله لااله الاالله

السنن لابی داؤد: کتاب الجهاد، ۱/ ۳۵۵

السنن لابن ماجه: کتاب الفتن، ۲/ ۲۹۰

المسند لاحمد بن حنبل: ۴/ ۴۳۹ ، ۵/ ۲۰۷

(۵) الصواعق المحرقه لابن حجر المكی:

حلية الاولياء لابی نعيم ۳/ ۹۲۱

تجلیات سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

انبیاء بشر ہیں مگر......!!!

فضیلۃ الشیخ الدکتور محمد بن علوی مالکی مکی حسنی

بعض لوگوں کا یہ کام ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات تمام احوال و کیفیات میں دوسرے انسانوں کے برابر ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی اور کھلی جہالت ہے۔ قرآنِ کریم اور سنت رسول اللہ کی واضح دلیلیں اس کی تردید کرتی ہیں۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اصل بشریت کی حقیقت میں اگر بنی آدم کے ساتھ شریک ہیں، کیونکہ اللہ جل شانہٗ کا ارشادگرامی ہے "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" مگر بہت سی صفات و حالات و کیفیات میں مختلف ہیں ورنہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رفعت اور فضیلت کیسے دوسروں پر ظاہر ہوگی اور کیسے فرق کیا جائے گا؟؟؟

انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اشرف المخلوقات میں برگزیدہ ہیں:

حضراتِ انبیاءِ کرام اللہ پاک کے محبوب بندے ہیں۔ اللہ پاک نے اُن کو نبوت سے مشرف فرمایا ہے، ان کو حکمت (دانائی کی باتیں) عطا فرمائی ہیں۔ اللہ پاک نے ان کو قوتِ عقل اور صحتِ رائے سے نوازا ہے اور ان کو مقام نبوت سے سرفراز فرمایا ہے۔ تاکہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہو اور اللہ کے احکام کو ان تک پہنچائیں اور اللہ کے غصہ اور پکڑ سے بندوں کو ڈرائیں اور حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ پاک کے بندوں کو وہ راستہ دکھائیں جس میں ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اور اللہ پاک کی حکمت کا مقتضاء ہے کہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بشر ہوں، تاکہ لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں اور ان سے مستفیض ہوسکیں اور انبیاءِ کرام کا اتباع، ہر بات میں انسانوں کے لئے آسان ہو اور بشریت تو حضراتِ انبیاءِ کرام کا عین معجزہ ہے کہ وہ ایک بشر ہونے کے باوجود باقی انسانوں سے ممتاز ہیں۔ ان تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ یہیں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے، کہ ان کو خصوصیات سے خالی انسانوں کی طرح سمجھنا یہ مشرکانہ و جاہلانہ نظریہ ہے۔

اس کی ایک مثال حضرتِ نوح علیہ السلام کی قوم کا قول ہے جس کو اللہ پاک نے سورۃ ہود میں ذکر کیا ہے:

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ مِنْ قَوْمِہٖ مَانَرٰکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (سورۃ ہود آیت: ۲۷)

"تو اسکی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں" (کنزالایمان)

دوسری مثال حضرت موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا قول ہے، جس کو اللہ پاک نے سورۂ مومنون میں بیان

فرمایا ہے:

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُھُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ○

(سورۂ مومن: ۴۷)

''تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اس نے جیسے دو آدمیوں پر اور ان کی قوم ہماری بزرگی (غلامی) کررہی ہے۔'' (کنزالایمان)

تیسری مثال اصحاب ثمود کا قول ہے جس اللہ پاک نے سورۃ الشعراء میں نقل فرمایا ہے:

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ج فَاْتِ بِاٰیَۃٍ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (سورۃ الشعراء: ۱۵۴)

''تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو۔ تو کوئی نشانی لاؤ سچے ہو''

چوتھی مثال اصحاب ایکہ کا قول ہے جو انہوں نے اپنے نبی حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا تھا جس کو اللہ پاک نے سورۃ الشعراء میں نقل کیا ہے:

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ○ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ○

(سورۃ الشعراء: ۱۸۵/۱۸۶)۔

''بولے تم پر جادو ہوا ہے، تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بیشک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں'' (کنزالایمان)

پانچویں مثال مشرکین مکہ کا قول ہمارے نبی حضور اقدس ﷺ کے بارے میں ہے۔ ان لوگوں نے تو آپ کو صرف اور صرف نظر بشریت سے دیکھا اور کہا! جس کو اللہ پاک نے بیان فرمایا:

وَقَالُوْا مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ (سورۂ فرقان پ۱۹)

''یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے''

انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صفات:

حضرات انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اگرچہ بشر ہیں، کھاتے پیتے ہیں، تندرست و بیمار ہوتے ہیں، عورتوں سے نکاح کرتے ہیں۔ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں (دعوت الی اللہ کے لئے) دیگر عوارضات مثلاً ضعف و بڑھاپا، وصال وغیرہ پیش آتے ہیں، ان سب کے ساتھ دیگر چند خصوصیتوں کی وجہ سے دیگر انسانوں سے جدا ہوتے ہیں اور دیگر عظیم اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں کہ جو اوصاف حمیدہ لازم ہوتے ہیں، کبھی جدا نہیں ہوتے۔ اہم ضروری صفات کو مختصراً یہاں بیان کرتے ہیں:

(۱) صدق (۲) تبلیغ

(۳) امانت داری (۴) فطانت

(۵) سمجھداری

(۶) سلامۃ من العیوب المنفرۃ (باعث نفرت عیوب سے پاکی)

(۷) عصمت، یعنی انبیاء کرام سے گناہوں کا صدور ناممکن ہونا۔

سامنے اور پیچھے سے دیکھنے میں برابری:

حضرات شیخین (حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ آگے ہے (لہٰذا میں پیچھے نہیں دیکھ سکتا) خدا کی قسم تم لوگوں کا رکوع اور تم لوگوں کا سجود مجھ پر مخفی نہیں ہے۔ میں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :
اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحَقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَافِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعَۃِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَّاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِّلّٰہِ ، وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا ، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ ، وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ. (رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں دیکھتا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں وہ جو تم نہیں سنتے۔ اور آسمان چرچرا رہے ہیں اور ان کو اس کا حق ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی قبضہ میں میری جان ہے آسمانوں میں چار انگلیوں کی مقدار بھی کوئی ایسی جگہ نہیں کہ جس میں فرشتوں نے اپنی پیشانی سجدہ کے لئے نہ رکھی ہوئی ہو۔ خدا کی قسم اگر تم لوگ جان لو وہ امور جو کہ میں جانتا ہوں تو تم لوگ تھوڑا ہنسو اور زیادہ رویا کرو اور تم لوگ اپنے بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو اور البتہ تم لوگ جنگل کی طرف نکل جاؤ اور اللہ پاک کے سامنے گڑگڑاؤ اور خوب چلاؤ، شور مچاؤ۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ'' کاش! میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا۔

حضور ﷺ کی بغل مبارک:

حضرات شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب سجدہ فرمایا کرتے تھے تو آپ کی بغل مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی تھی اور بہت سے احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت سے حضور کی بغل کی سفیدی کا ذکر وارد ہوا ہے۔

> **تعظیم رسول ﷺ**
>
> ''محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم، مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبول اعمال ہوئی''۔ (قولِ اعلیٰ حضرت: تمہید الایمان بآیات القرآن)

حضور ﷺ جماہی سے محفوظ ہیں:

حضرات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور ابن سعد نے حضرت یزید بن الاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو کبھی جمائی نہیں آئی اور ابن ابی شیبہ نے مسلمہ بن عبدالملک بن مروان سے تخریج کی ہے کہ نبی ﷺ کو کبھی بھی جمائی نہیں آئی۔

نبی کریم ﷺ کا پسینہ مبارک:

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ : دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ عِنْدَنَا فَعَرِقَ وَجَآءَتْ اُمِّیْ بِقَارُوْرَۃٍ فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فَاسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَاھٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعِیْنَ ؟ قَالَتْ: عَرَقٌ نَجْعَلُہٗ لِطِیْبِنَا وَھُوَ اَطْیَبُ الطِّیْبِ.

''امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے، پھر آپ نے قیلولہ فرمایا تو آپ کو پسینہ آیا۔ میری والدہ ایک شیشی لائیں وہ پسینہ مبارک جمع کرنے لگیں۔ نبی ﷺ بیدار ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ام سُلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ تو میری والدہ نے عرض کیا کہ ہم اس کو خوشبو بنائیں گے یہ تو بہت ہی عمدہ خوشبو ہے''

نبی کریم ﷺ کا قد مبارک:

ابن خثیمہ نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی وابن عسا کر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نہ بہت لمبے تھے نہ چھوٹے تھے۔ متوسط جسم تھا، آپ کی رفتار غیر محسوس طور پر تیز تھی۔ کوئی شخص آپ کے ساتھ (سرعت کی وجہ سے) نہیں چل سکتا تھا اگر کوئی طویل آپ کے پاس ہوتا تو آپ ہی طویل نظر آتے۔ بسا اوقات دو طویل آدمیوں کے درمیان آپ ہوتے تو آپ کا جسم کھلتا ہوا نظر آتا۔ پھر جب دونوں الگ ہوجاتے تو متوسط نظر آتے۔ ابن سبع نے اس کو خصائص میں ذکر کیا ہے۔ اس میں مزید یہ کہ اگر آپ لوگوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ کے کندھے دوسروں کے مقابلہ میں اونچے نظر آتے۔

نبی کریم ﷺ کا سایہ مبارک:

حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دھوپ اور چاندنی میں سایہ نہ تھا۔ ابن سبع نے حضور کی خصوصیات میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا سایہ زمین نہ ہوتا تھا اور بعض علماء نے کہا کہ اس کی تائید حضور کی دعاء ''وَجَعَلَنِیْ نُوْرًا'' والی حدیث سے پیش کی ہے اور قاضی عیاض نے شفاء میں اور عزفی نے کتاب المولد میں ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی کہ آپ پر کھی نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت تھی کہ قمل (جوں) آپ کو تکلیف نہ دیتی تھی۔

نبی کریم ﷺ کا خون مبارک:

بزار اور ابو یعلیٰ وطبرانی و حاکم وبیہقی نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ پچھنا لگوا رہے تھے جب آپ فارغ ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! یہ لے جاؤ اور اس کو ایسی جگہ پر گرادو جہاں کوئی نہ دیکھ سکے پھر عبداللہ بن زبیر نے وہ خون پی لیا۔ جب واپس آئے تو حضور نے فرمایا کہ اے عبداللہ! تم نے وہ خون کا کیا کیا؟ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ خون میں نے ایسی جگہ رکھا ہے کہ مجھے یقین ہے وہ جگہ تمام لوگوں سے مخفی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا شاید تم نے پی لیا ہے! میں نے عرض کیا کہ جی میں نے پیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا ''وَیْلٌ لِّلنَّاسِ مِنْکَ وَوَیْلٌ لَّکَ مِنَ النَّاسِ'' (یعنی لوگ تمہاری وجہ سے امتحان میں پڑیں گے اور تم لوگوں کی وجہ سے امتحان میں پڑو گے) تو لوگوں کا خیال تھا کہ ان میں جو اتنی قوت ہے وہ اسی خون کے پینے کی وجہ سے ہے۔

نبی کریم ﷺ کی نیند:

حضرات شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا ''یَا عَائِشَۃُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِی'' (اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دِل نہیں سوتا) حضرت امام بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''تنام عینی ولا ینام قلبی'' (میری آنکھ سوتی ہے، میرا دل نہیں سوتا) اور فرمایا ''اَلْاَنْبِیَآءُ تَنَامُ اَعْیُنُھُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُھُمْ'' (حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے قلوب نہیں سوتے)

نبی کریم ﷺ کی قوتِ باہ:

حضرت امام بخاری نے حضرت قتادہ کے طریق سے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ دن رات میں اپنی تمام ازواج پر ایک گھنٹہ میں دور فرمالیا کرتے تھے اور ازواجِ مطہرات گیارہ تھیں۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا حضور ﷺ میں اتنی طاقت تھی؟ تو انہوں نے کہا! حضور ﷺ کو ۳۰ر آدمیوں کی طاقت دی گئی تھی۔

احتلام سے محفوظ ہونا:

طبرانی نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت انس وابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور دینوی نے مجالسۃ میں طریق مجاہد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کسی نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوتا، احتلام شیطان کے اثر ہوتا ہے۔

آپ کے بولِ مُبارک سے طلبِ شفاء:

اَخْـرَجَ الْـحَسَـنُ بْـنُ سُفْيَـانَ فِـىْ مُسْنَدِهٖ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْـحَـاكِـمُ وَالـدَّارُ قُطْنِىُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ اُمِّ اَيْمَنَ قَالَتْ : قَـامَ الـنَّـبِـىُّ ﷺ مِـنَ اللَّيْلِ اِلٰى فَخَارَةٍ فِىْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَبَـالَ فِيْهَـا ، فَـقُـمْـتُ مِـنَ الـلَّيْلِ وَاَنَا عَطْشَانَةٌ فَشَرِبْتُ مَـافِيْهَـا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَخْبَرْتُهٗ فَضَحِكَ وَقَالَ : اِنَّكِ لَنْ تَشْتَكِىْ بَطْنُكِ بَعْدَيَوْمِكِ هٰذَا اَبَدًا.

''حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابو یعلیٰ وحاکم ودار قطنی وابو نعیم نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو اٹھے اور مٹی کے ایک برتن میں جو کہ گھر کے ایک کونے میں رکھا ہوا تھا، آپ نے اس میں پیشاب فرمایا پھر میں رات ہی کو اٹھی اور میں پیاسی تھی جو کچھ اس میں تھا وہ میں نے پی لیا جب صبح ہوئی تو میں حضور کو بتایا تو آپ ہنسے اور فرمایا کہ ''آج کے بعد کبھی بھی تمہارا پیٹ نہیں دکھے گا''

خلاصہ مفیدہ:

بعض حضرات نے ان خصائص کو جن میں حضور ﷺ دوسرے بشروں سے جدا ہیں، کو منظوم ذکر کیا ہے۔

۱- خَـصَّ نَبِيُّـنَـا بِعَشَرَةِ خِصَـالِ ۔ لَـمْ يَـحْتَـلِـمْ قَطُّ وَمَالَـهٗ ظِلَالْ
۲- وَالْاَرْضُ مَـايَـخْـرُجُ مِـنْهُ تَبْتَلِعْ ۔ كَـذَالِكَ الـذُّبَابُ مِنْهُ مُمْتَنِعْ
۳- تَـنَـامُ عَيْـنَـاهُ وَقَـلْـبٌ لَّا يَنَـامْ ۔ مِـنْ خَلْفِهٖ يَرٰى كَمَا يَرٰى اِمَامْ
۴- لَـمْ يَتَثَـاءَ بْ قَطُّ وَهِىَ السَّابِعَةُ ۔ وَلِـدَ مَـخْـتُـوْنًـا اِلَيْهَـا تَـابِـعَةُ
۵- تَـعْـرِفُـهُ الـدَّوَآبُّ حِيْنَ يَرْكَبُ ۔ تَـاْتِـىْ اِلَيْـهِ سُـرْعَةً لَّا تَهْـرُبُ
۶- يَـعْلُوْ جُلُوْسُهٗ جُلُوْسَ الْجُلَسَآءِ ۔ صَلّٰى عَلَيْهِ اللّٰهُ صُبْحًا وَّمَسَآءً

۱- ہمارے نبی کریم ﷺ کو دس خاصیتوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کو کبھی احتلام نہیں ہوا اور آپ ﷺ کا سایہ مبارک نہ تھا۔

۲- جو شے بھی آپ کے جسد اطہر سے نکلتی تھی زمین اس کو نگل لیتی تھی، اور مکھی آپ پر نہ بیٹھتی تھی۔

۳- آپ ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں اور قلب اطہر بیدار رہتا تھا اور آپ ﷺ اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسے آگے سے دیکھتے تھے۔

۴- کبھی بھی آپ ﷺ کو جماہی نہیں آئی، اور آپ ﷺ مختون پیدا ہوئے۔

۵- آپ ﷺ جب سوار ہوتے تو جانور آپ کو پہچانتے اور دوڑ کر آتے اور آپ ﷺ سے نہ بھاگتے۔

۶- آپ ﷺ اپنے تمام ہم نشینوں میں بڑے اونچے معلوم ہوتے تھے۔ صبح وشام اللہ پاک ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔ (امین)

☆☆☆

معارف القلوب

اَحْسَنُ الوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاء
مع شرح
ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَاء

دعا، ہتھیار اور نور ہے

مصنف: رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان

۵- آپ ﷺ جب سوار ہوتے تو جانور آپ کو پہچانتے اور دوڑ کر آتے اور آپ ﷺ سے نہ بھاگتے۔

۶- آپ ﷺ اپنے تمام ہم نشینوں میں بڑے اونچے معلوم ہوتے تھے۔ صبح وشام اللہ پاک ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔ (آمین)

حدیث 4: فرماتے ہیں ﷺ:

''دعا سے عاجز نہ ہو کہ کوئی شخص دعا کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا''

﴿قولِ رضاء: رواہ عنہ ابن حبان و الحاکم﴾

حدیث 5: فرماتے ہیں ﷺ:

''دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان وزمین کا نور''

﴿قولِ رضاء: رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ و ابی یعلی عن علی رضی اللہ عنھم﴾

حدیث 6: منقول کہ فرماتے ہیں ﷺ:

''جو بلا اتر چکی اور جو ابھی نہ اتری، دعا سب سے نفع دیتی ہے تو دعا اختیار کرو، اے خدا کے بندو!''

﴿قولِ رضاء: رواء الترمذی و الحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما﴾

حدیث 7: وارد کہ فرماتے ہیں ﷺ:

''بلا اترتی ہے پھر دعا اس سے جا ملتی ہے، تو دونوں کشتی لڑتے رہتے ہیں قیامت تک''

یعنی دعا اس بلا کو اترنے نہیں دیتی۔

﴿قولِ رضاء: رواہ البزار و الطبرانی و الحاکم عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا﴾

حدیث 8: مروی کہ فرماتے ہیں ﷺ:

''دعا عبادت کا مغز ہے''

﴿قولِ رضاء: رواہ الترمذی عن انس رضی اللہ عنہ﴾

حدیث 9: مذکور کہ فرماتے ہیں ﷺ:

''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمہارے رزق وسیع کردے۔ رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا سلاحِ مومن ہے'' (۸)

﴿قولِ الرضاء: رواہ ابو یعلی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ﴾

حدیث 10: فرماتے ہیں ﷺ:

''جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے''

﴿قول رضا: اخرجه احمد و ابن ابی شیبة البخاری فی الادب المفرد و الترمذی و ابن ماجه والحاکم عن ابی هریرة ﷺ۔

یہ معنی بعض احادیث قدسی میں بھی آئے۔

اخرجه العسکری فی المواعظ عنه عن النبی ﷺ قال قال اللہ تعالیٰ من لاید عونی اغضب علیه ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا'' (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگارِ تقدس وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور ان کو تعلیم کی۔ حلِ مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں اور دفع بلاوآفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔

ایک دعا سے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

اوّل: عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعا فی نفسہ عبادت بلکہ سرِّ عبادت ہے۔(۹)

دوم: وہ اقرارِ عجز و نیازِ داعی (۱☆)۔ واعتراف بقدرت وکرمِ الٰہی پر دلالت کرتی ہے۔

سوم: امتثالِ امرشرع،(۱۰) کہ شارع نے اس پر تاکید فرمائی۔ نہ مانگنے پر غضب الٰہی کی وعید آئی۔

چہارم: اتباع سنت، کہ حضور اقدس ﷺ اکثر اوقات دعا مانگتے اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے۔

پنجم: دفع بلاوحصول مدعا کہ بحکم اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (۱۱) اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (۱۲)

آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے، خدائے تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور جو وہ کسی بات کی طلب کرتا ہے، اپنی رحمت سے اس کو عطا فرماتا ہے یا آخرت میں ثواب بخشتا ہے۔

سرورِ معصوم ﷺ سے روایت ہے:

''دعا بندے کی تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی (۱) یا اس کا گناہ بخشا جاتا (۲) ہے یا دنیا میں اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے (۳) یا اس کے لئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے کہ جب بندہ اپنی ان دعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دنیا میں مستجاب نہ ہوئی تھیں، تمنا کرے گا، کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور سب یہیں کے واسطے جمع رہتیں''

مگر ایسے شخص کو کہ اپنی دعا کا قبول ہونا اور بصورتِ عدمِ حصولِ مدعا ثوابِ آخرت اس کے عوض ملنا چاہتا ہے۔ مناسب، کہ دعا میں اس کے آداب کی رعایت کرے۔(۱۳)

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ۔

> **قلب**
>
> ''قلب حقیقۃً اس مضغۂ گوشت (گوشت کے لوتھڑے) کا نام نہیں بلکہ وہ ایک لطیفۂ غیبیہ ہے جس کا مرکز یہ مضغۂ گوشت ہے''
>
> (قول اعلیٰ حضرت: معارف رضا، ۱۹۸۷ء)

حوالہ جات

(۸) دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

(۱☆) یعنی جو شخص دعا کرتا ہے اپنے عجز واحتیاج کا اقرار اور اپنے پروردگار کے کرم وقدرت کا اعتراف کرتا ہے۔ ۱۲ منہ

(۹) یعنی دعا عبادت کا مغز واصل ہے۔

(۱۰) یعنی شریعت کے حکم کی بجا آوری ہے کہ فرمایا عزوجل: ''مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا''

(۱۱) مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ سورۂ المؤمن، آیت ۶۰، ترجمہ (کنزالایمان)

اسلام اور سائنس

اسلام اور جدید سائنس (آخری قسط)

مولانا جمیل احمد قادری *

قرآنی تعلیمات اور سائنسی علوم کی ترغیب:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ دینِ فطرت بھی ہے۔ جوان تمام احوال وتغیرات پر نظر رکھتا ہے جن کا تعلق انسان اور کائنات کے باطنی اور خارجی وجود کے ظہور سے ہے۔

قرآن مجید کا بنیادی موضوع ''انسان'' ہے جسے سینکڑوں بار اس امر کی دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنی گردو پیش وقوع پذیر ہونے والے حالات واقعات اور حوادثِ عالم سے باخبر رہنے کیلئے غور وفکر اور تدبر وتفکر سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ شعور اور قوتِ مشاہدہ کو بروئے کار لائے تاکہ کائنات کے مخفی و سربستہ رازات ان پر آشکار ہوسکیں۔

قرآن مجید نے آئیڈیل مسلمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰماً وَّقُعُوْداً وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (آل عمران، ۳/۱۹۰،۱۹۱)

''بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب وروز کی گردش میں عقل سلیم والوں کیلئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (سراپا نیاز بن کر) کھڑے اور (سراپا ادب بن کر) بیٹھے اور ہجر میں تڑپتے ہوئے، اپنی کروٹوں پر بھی اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق (اس کی عظمتِ حسن کے جلوؤں) میں فکر کرتے رہتے ہیں۔ (پھر اس کی معرفت سے لذت آشنا ہوکر پکار اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا تو (سب کوتاہیوں اور مجبوریوں سے پاک ہے) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے''

ان آیاتِ طیبات میں بندۂ مومن کی جو شرائط پیش کی گئی ہیں ان میں جہاں کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے زندگی کے ہر حال میں اپنے مولا کی یاد اور اس کے حضور حاضری کے تصور جاگزیں کرنا مطلوب ہے۔ وہاں اس برابر کی دوسری شرط یہ رکھی گئی ہے کہ بندۂ مومن آسمانوں اور زمین کی خلقت کے باب میں غور و فکر کرے اور یہ جاننے میں کوشاں ہو کہ اس وسعتِ افلاک کا نظام کن اصول وضوابط کے تحت کارفرما ہے اور پھر پلٹ کر اپنی بے وقعتی کا اندازہ کرے پھر جب وہ اس وسیع وعریض کائنات میں اپنے (بے وقت) مقام ومرتبہ کا تعین کرے گا تو خود ہی پکار اٹھے گا

رَبَّنَا خَلَقْتَ مَاھٰذَا بَاطِلاً

''اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا''

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے پہلے حصے میں خالق، اور

دوسرے حصے میں خلق کی بات کی گئی ہے یعنی پہلے حصے کا تعلق مذہب سے ہے اور دوسرے کا براہ راست سائنس اور خاص طور پر علم تخلیقات (Cosmogogy) سے ہے اب مذہب اور سائنس کا آپس میں تعلق دیکھتے ہیں:

مذہب اور سائنس کا تعلق:

مذہب خالق (Creator) سے بحث کرتا ہے اور سائنس اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ خلق (creatior) سے دوسرے لفظوں میں سائنس کا موضوع، خلق اور مذہب کا موضوع، خالق ہے۔ یہ ایک قرینِ فہم و دانش حقیقت ہے کہ اگر مخلوق پر تدبر، تفکر اور سوچ بچار مثبت اور درست انداز میں کی جائے تو اس مثبت تحقیق کے کمال کو پہنچنے پر لامحالہ انسان کو خالق کی معرفت نصیب ہوگی اور بے اختیار پکار اٹھے گا:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً

بندۂ مومن کو سائنسی علوم کی ترغیب کے ضمن میں اللہ رب العزت نے کلام مجید میں ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

سَنُرِيْهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي
أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ

''ہم عنقریب انہیں کائنات میں اور ان کے اپنے وجود کے اندر اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ وہ جان لیں گے کہ وہی حق ہے''

اس آیت کریمہ میں باری تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ہم انسان کو اس کے وجود کے اندر موجود داخلی نشانیاں (internal-sings) بھی دکھائیں گے۔ اور کائنات میں جابجا بکھری خارجی نشانیاں (external singns) بھی دکھادیں گے جنہیں دیکھ لینے کے بعد بندہ خود بخود بے تاب ہوکر پکار اٹھے گا کہ حق صرف اللہ ہی ہے لہٰذا دورِ حاضر میں دین کی صحیح اور نتیجہ خیز اشاعت کا کام جدید سائنسی

جذام اور رضوی تحقیق

''جذام ایک قدیم جلدی (Skin) اور اعصابی تاروں (Peripheral Nerves) کی بیماری ہے۔ مریض کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اسلامی نظریات کو واضح کرتے ہوئے جذام کو غیر متعدی قرار دیا۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور میو ہسپتال لاہور کے آڈیٹوریم میں لیپروسی (جذام) سیمینار میں جب ایک انگریز پروفیسر نے انکشاف کیا کہ جدید تحقیق کے مطابق جذام اب متعدی بیماری نہیں رہی تو راقم نے وہاں برملا مفکر اسلام کی جذام پر تحقیق کو واضح کیا جسے تمام ماہرین نے سراہا۔ اعلیٰ حضرت کی جذام پر تصنیف ''الحق المجتلی فی احکام المبتلی'' پوری انسانیت کے لئے قابل فخر رہے گی''

(اقتباس: امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس، از ڈاکٹر محمد مالک، ایم۔ بی۔ بی۔ ایس، پنجاب)

بنیادوں پر ہی بہتر طور پر سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ بناء بریں اس دور میں اس امر کی ضرورت گزشتہ صدیوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے کہ مسلم معاشروں میں جدید سائنسی علوم کی ترویج کو فروغ دیا جائے اور دینی تعلیم کو سائنسی تعلیم سے مربوط کرتے ہوئے حقانیت اسلام کا یوں بالا کیا جائے۔ جس طرح کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے واضح فرمایا ہے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن حکیم کو بنیاد بناکر سائنسی علوم کی تحقیق کی جائے قرآن کے فہم کی بنیاد پر سائنسی نقطۂ نگاہ کی تشریح و توضیح کی جائے۔ سائنسی مواد کے ذریعہ واضح کیا جائے کہ سائنس کہ سائنس کوئی عقیدہ نہیں ہے بلکہ یہ ایسا علم ہے جس میں تبدیلیاں آسکتی ہیں نیز اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ انسان کے حاصل کردہ علم اور الہامی علم میں فرق ہے، انسان کا علم ناقص ہے، نامکمل ہے جبکہ الہامی علم غلطی سے مبراء ہے اور ''جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے''۔ (معارف رضا، صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام ۲۰۰۱ء، ص ۴۸)

چنانچہ آج کے مسلمان طالب علم کے لئے مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کو قرآن و سنت کی روشنی سمجھنا از بس ضروری ہے۔

آپ کا معـــارف

تبرکات کی شرعی حیثیت

امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: محمد صلاح الدین سعیدی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، ایک شخص اپنے وعظ میں صاف اعلان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی تبرک اور آثار شریفہ سے اصلاً کوئی چیز باقی نہیں رہی، نہ صحابہ کے پاس تبرکات شریفہ سے کچھ تھا نہ کبھی کسی نبی کے آثار سے کچھ تھا۔

(حضرت سید حبیب اللہ قادری طرابلسی، درگاہ معلّی، اجمیر شریف (انڈیا)

الجواب: ایسا شخص آیات واحادیث کا منکر ہے سخت جاہل اور کمال درجہ کا گمراہ اور فاجر ہے اس پر توبہ فرض ہے اور بعد اطلاع بھی تائب نہ ہو تو ضرور گمراہ ہے بے دین ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے اور وہ برکت والا اور سارے جہان کو راہ دکھاتا ہے اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کھڑے ہونے کا پتھر''

جس پر کھڑے ہو کر انہوں نے کعبۂ معظمہ کو تعمیر کیا تھا۔ ان کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا۔ اجلہ محدثین عبداللہ بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وارزقی نے امام اجل مجاہد (حضرت عبداللہ ابن عباس کے شاگرد رشید) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مذکورہ بالا آیہ کریمہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے فرمایا کہ:

''سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدموں کا اس پتھر میں نشان ہو جانا کھلی نشانی ہے جسے اللہ عزوجل آیات بینات میں فرما رہا ہے''

تفسیر کبیر میں ہے ''کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت ''مقام ابراہیم'' ہے یہ وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا اور یہ خاص قدرت الٰہیہ و معجزۂ انبیاء ہے پھر جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سی سختی پیدا کر دی مگر وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا پھر اسے حق تعالیٰ نے مدت تا مدت باقی رکھا تو یہ اقسام اقسام کے عجیب وغریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پتھر میں ظاہر فرمائے۔

دوسرے پارے کی ۲۴۸ رویں آیتِ مقدسہ میں حق سبحٰنہٗ تعالیٰ فرماتا ہے:

''بنی اسرائیل کے نبی (شموئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ان سے فرمایا کہ سلطنتِ طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ (دلوں کا چین) ہے اور معزز موسیٰ و معزز ہارون علیہم السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں فرشتے اسے

(ماخوذ از بدر الانوار فی آداب الآثار (۱۳۲۶ھ) وشفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ ۱۳۱۵ھ، تصنیف امام احمد رضا قدس سرہٗ)

اٹھا کر لائیں گے بیشک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو"

وہ تبرکات کیا تھے؟ اس سلسلے میں ابن جریر اپنی تفسیر "جامع البیان" میں مذکورہ آیت نمبر ۲۴۸/ پارہ نمبر۲/ کے تحت حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔

"تابوتِ سکینہ میں تبرکات موسویہ میں سے ان کا عصا تھا اور تختیوں کی کرچیاں" (ٹکڑے) تفسیر "معالم التنزیل" میں ہے "تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ وعصاء تھا"۔ ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس جنگ میں آگے کرتے فتح پاتے، اور جس مراد میں اس کا وسیلہ دیتے وہ مراد پوری ہوتی۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"نبی ﷺ نے حجام کو بلا کر اپنے سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مبارک مونڈنے کا حکم فرمایا پھر ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وہ سب بال (تبرکاً) انہیں عطا فرمادیئے۔ پھر بائیں جانب کے بالوں کا حکم فرمایا اور وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیئے کہ انہیں صحابہ کرام میں تقسیم کردو"

صحیح بخاری کتاب اللباس جلد دوم صفحہ ۸۷۱/ پر عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے کہ:

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے لئے دو دو تسمے تھے، ان کے شاگرد (حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ) نے ہمیں بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی نعلین مقدس ہیں"

صحیح مسلم شریف کی دوسری جلد صفحہ ۱۹۰/ پر بابِ تحریک میں ایک حدیث حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

"انہوں نے کسروانی ساخت کا ایک اونی جبہ دکھایا جس کی پلیٹ ریشمین تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور فرمایا کہ یہ جبہ مبارک رسول اللہ ﷺ کا ہے یہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا (کیونکہ) نبی ﷺ اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے (اس لئے تبرکاً) ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے ہیں اور اس سے شفا چاہتے ہیں"

یہ چند احادیث خاص صحیحین سے لکھ دیں اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال ائمہ کا تواتر بشدت اور مسئلہ خود واضح، اور اس کا ان کا جہل فاضح ہے لہذا صرف ایک عبارت "شفا شریف" پر اکتفا کریں جلد دوم، صفحہ ۴۴، پر فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا ایک جز یہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور ﷺ سے کچھ تعلق ہو، حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو، حضور ﷺ نے اسے چھوا ہو یا، حضور ﷺ کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو، ان سب چیزوں کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے کسی جنگ میں وہ ٹوپی گر گئی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اس ٹوپی کے حصول کے لئے) بڑا شدید حملہ فرمایا کہ بعض صحابہ کرام نے اعتراض کیا کیونکہ اس حملے میں کئی مسلمان شہید ہوگئے تھے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا یہ حملہ اپنی ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ سرکار کے موئے مبارک کے لئے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر پر جس جگہ سرکار تشریف رکھتے اسے ہاتھ سے

مس کر کے منہ پر پھیر لیا کرتے تھے"

نوٹ: خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث ابو یعلی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی حدیث ابن سعد نے "طبقات" میں روایت کی ہے۔

۲۶/ذوالحجہ ۱۳۱۵ھ کو ریاست ریوواں سے مولوی عبدالرحیم خاں نے اعلیٰ حضرت سے یہ مسئلہ پوچھا کہ حضور ﷺ کے روضہ اطہر کا نقشہ بنا کر اپنے پاس رکھنے کا کیا حکم ہے۔

اعلیٰ حضرت نے جواب میں روضہ اطہر کے نقشہ پر وضاحت کے متعلق لکھنے کے بعد نقشہ نعلین پاک کے متعلق مندرجہ ذیل ارشادات فرمائے جو فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۱ صفحہ نمبر ۴۴۸ پر موجود ہیں۔

علامہ محمد بن احمد بن علی فاسی قصری "مطالع المسرات" میں فرماتے ہیں کہ علماء کرام نے نعلِ مقدس کے نقشے کو نعلِ مقدس کا قائم مقام بنایا ہے اور اس کے لئے وہی اکرام واحترام جو اصل کے لئے تھا ثابت ٹھہرایا اور اس نقشہ مبارک کے خواص و برکات ذکر فرمائے اور بلاشبہ وہ تجرباتً میں آئے اور اس میں بکثرت اشعار کہے اور اس کی تصویر میں رسالے تصنیف کئے اور اسے سندوں کے ساتھ روایت کیا اور کہنے والے نے خوب کہا (عربی اشعار کا اردو ترجمہ) "جب آتش شوق میرے سینے میں بھڑکتی ہے اور اس کا دیدار میسر نہیں ہوتا اس کی تصویر اپنے ہاتھ پر بنا کر آنکھ سے کہتا ہوں اسی پر صبر کر"۔

امام ابو اسحاق ابراھیم بن محمد بنب خلف السلمی الشہیر بابن الحاج المرنی الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقشۂ نعلِ مقدس کے بیان میں مستقل کتاب تالیف فرمائی اسی طرح ان کے شاگرد شیخ عزیز ابوالیمن ابن عساکر نے نفیس وجلیل کتاب "خدمت النعل للقدم لمحمدی ﷺ" لکھی جس کے ساتھ اکابر آئمہ نے مثل کتب حدیث روایۃً وسماعاً قرأۃً اعتنائے تام فرمایا۔

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی "مواہب الدنیہ" میں فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوالیمن ابن عساکر نے نقشہ نعل اقدس کے متعلق ایک مستقل رسالہ تالیف کیا جسے میں نے استاد سے پڑھ کر اور استاد سے سن کر روایت کیا اور اس طرح ابن الحاج اندلسی وغیرہا علماء نے اس بارے میں مستقل تصنیفیں کیں اور اللہ عزوجل کے لئے ہے خوبی، ابوالیمن ابن عساکر نے کیا خوب قصیدہ مدحِ شبیہ شریف میں لکھا جس میں فرماتے ہیں:

"اے فانی دنیا کی یاد کرنے والو! ان چیزوں کی یاد چھوڑ دو اور تبرکاتِ شریفۂ مصطفیٰ ﷺ کی خاکبوسی کرو، زہے نصیب اگر تجھے اس تصویرِ نعلِ پاک کا بوسہ ملے، اپنا رخسار اس پر رکھ اور اس کی خاک پر اپنا چہرہ مل، اے نعلِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ کی تصویر! تیری عزت وشرف بلندی، پر میری جان قربان، تجھے دیکھ کر آنکھوں سے آنسو ایسے بہہ نکلے کہ اب تھمنا دوبھر ہے، تجھے دیکھ کر مدینہ کی وادیِ عقیق میں مصطفیٰ ﷺ کی رفتار یاد آ گئی، لہذا اپنے اشکِ رواں کے سرخ سرخ عقیق نچھاور کر رہے ہیں۔

اے تصویرِ نعلِ مبارک! تو نے مجھے وہ قدم پاک یاد دلایا ہے جس کی بلندی، جود واحسان وفضل قدیم سے ہیں اگر میرا رخسار تراش کر اس قدم پاک کے لئے کفش بناتے تو دل کی تمنا بر آتی یا میری آنکھ ان کی کفش مبارک کے لئے زمین ہوتی اس ہونے پر عزت کا آسمان بن جاتی"

ابو الحکم بن عبدالرحمٰن الشہیر بابن المرحل کہ فضلائے مخاربہ میں سے ہیں، امام بقیۃ الحفاظ ابن حجر عسقلانی نے "تبصیر"

میں ان کا ذکر لکھا ہے، وصفِ نقشِ نعلِ مبارک میں ان کا قصیدۂ غرا شیخ ابن الحاج نے اپنی کتاب مذکور میں ذکر کیا امام قسطلانی نے اسے ''مَا اَحْسَنَہَا'' یعنی کیا خوب فرمایا اس کے بعض اشعار ''مواہب الدنیہ'' میں یہ ہیں۔ (عربی اشعار کا اردو ترجمہ) ''اپنے محبوب کی تصویرِ نعلِ پاک کو میں دوست رکھتا ہوں اور رات دن اسے بوسے دیتا ہوں اور اپنے سر اور منہ پر رکھتا ہوں۔ کبھی چومتا ہوں کبھی سینے سے لگاتا ہوں، میں اپنے دھیان میں اسے محبوب ﷺ کے پائے مبارکہ تصور کرتا ہوں تو شدتِ صدقِ تصور سے گویا اپنی آنکھوں سے جاگتے میں دیکھ لیتا ہوں۔ اس نقشۂ پاک کو اپنے رخسار پر رکھ کر جنبش دیتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ گویا وہ اسے پہنے ہوئے میرے رخسار پر چل رہے ہیں آہ! کون ایسی صورت کردے کہ وہ پائے مبارکہ جو ستارگارِ آسمانِ ہشتم کے سروں پر بلند ہوئے ان کی کفشِ مبارک چلنے میں میرے رخسار پر پڑے۔ میں نقشۂ نعل پاک کو اپنے سینے پر دل کا تعویذ بنا کر باندھوں گا شاید دل کی آگ ٹھنڈی ہو۔ میں اسے سر پر آنکھوں کا تعویذ بنا کر باندھوں گا شاید بہتی پلکیں رکیں۔ سن لو، تصویرِ کفشِ مبارک پر میرا باپ نثار، کیا اچھا ہے اس کا بنانے والا اور جو اس کی خدمت کرے پاک ہو جائے۔ ماہِ نو کی تمنا ہے کہ کاش! آسمان سے اتر کر اس نقشۂ مبارکہ کے بوسے لینے میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کرتے۔ اللہ عزوجل کا سلام اترے محمد ﷺ پر، جب تک بادِ صبا چلے اور درخت اِرا کی ڈالیوں پر کبوتر گونجیں۔ اللھم صلی وسلم وبارک علیہ وعلی الہ امتہ ابداً (آمین) یا اللہ ان پر درود وسلام اور برکت نازل فرما اور ان کی آل اور امت پر ہمیشہ ہمیشہ اپنی رحمت فرما یہی میری دعا ہے اسے قبول فرمالے''

نیز ''مواہب الدنیہ'' میں ہے ''اس مثالِ مبارک کے فضائل جو ذکر کیئے گئے ہیں اور اس کے منافع و برکات جو تجربے میں آئے ان میں سے ایک وہ ہے جو شیخ صالح صاحب ورع و تقویٰ ابو جعفر ابن عبدالمجید نے بیان فرمایا کہ میں نے نعلِ مقدس کی مثال اپنے بعض تلامذہ کو بنادی تھی ایک روز ان میں سے ایک نے آکر کہا ''رات میں نے اس مثالِ مبارک کی عجیب برکت دیکھی میری زوجہ کو ایک سخت درد لاحق ہوا کہ مرنے کے قریب ہوگئی میں نے مثالِ مبارک درد کی جگہ پر رکھ کر دعا کی کہ الٰہی اس کی برکت سے شفا دے اللہ تعالیٰ نے فوراً شفا بخشی''

نیز امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق ابراھیم بن الحاج فرماتے ہیں کہ ان کے شیخ، شیخ ابوالقاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

> ''نقشۂ نعل مبارک کی آزمائی ہوئی برکات سے ہے کہ جو شخص بہ نیت تبرک اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم اور دشمنوں کے غلبہ سے امان پائے گا اور وہ نقشۂ مبارکہ ہر شیطان سرکش اور حاسد کے چشم زخم سے اس کی پناہ ہو جائے اور حاملہ عورت دردزہ میں اگر اسے اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑے تو بعنایتِ الٰہی اس کا کام آسان ہو''

علامہ احمد بن محمد مقری تلمسانی نے اس موضوع پر دو مستقل کتابیں لکھیں۔

۱ — النفحات العنبر یہ فی وصف نعل خیر البریہ ﷺ

۲ — فتح المتعال فی مدح خیر النعال

ان کتب مبارکہ میں عجیب عجیب فضائل و برکات دفع بلیات وقضائے حاجات کہ جو اس نقشۂ مبارکہ کے خود مشاہدہ کیئے اور سلف صالح اور معاصرین صالحین نے دیکھے بکثرت بیان فرمائے ہیں ان کا ذکر باعثِ تطویل ہے جو چاہے ''فتح المتعال'' مطالعہ کرے۔

☆☆☆

آپ کا معارف

سانحۂ کربلا کے نتائج واسباق

ابو محمد احمد، محمد اعظم حنفی قادری رضوی *

(۱) نتائج:

(i) سانحۂ کربلا کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوجاتا ہے کہ فتح یزید کی نہیں بلکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوئی کہ آپ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے اور باطل کے آگے سر نہ جھکایا جبکہ یزید لعین آپ کو زیر کرنے میں ناکام ونامراد رہا۔

(ii) اسلام کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہوا۔ اگر بالفرض امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید لعین کی بیعت کرلیتے تو قیامت تک کیلئے ہر فاسق وفاجر کی بیعت کرنا جائز قرار دی جاتی اور آپ کی بیعتِ یزید بطور جواز پیش کی جاتی۔

(iii) خاندانِ رسالت کی مظلومیت و بے گناہی کی گواہی عجائباتِ قدرت نے دی۔ ان کے غم میں زمین وآسمان بھی روئے۔

(iv) قاتلانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحامیانِ یزید کوئی انعام یا بھلائی نہ پاسکے بلکہ ذلت آمیز ودردناک عذابوں میں مبتلا ہوئے جن کی تفصیل کتب معتبرہ میں مذکور ہے۔

(V) کوفہ کی سرزمین سے مختار بن عبیدہ ثقفی نام کا ایک شخص اٹھا۔ پوری قوم اس کے ساتھ تھی۔ اس نے خونِ امام کا پورا پورا بدلہ لینے کی کوشش کی اور قاتلانِ امام کو چن چن کر مارا۔ (خاک کربلا ذبح عظیم)

(۲) اسباق:

واقعہ کربلا سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ:

(i) اگر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی رضا وخوشنودی کیلئے سب کچھ بھی قربان کرنا پڑے تو دریغ نہ کرے کہ یہی باقی دولت ہے ورنہ ہر ناموری فانی ہے۔

(ii) احکام دین کو پامال نہ ہونے دیا جائے اور باغیانِ دین کی اطاعت ہرگز ہرگز نہ کی جائے۔ تحفظِ اسلام کیلئے جانوں کے نذرانے پیش کردیئے جائیں۔

قتلِ حسین رضی اللہ عنہ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(iii) حالات کی نوعیت کچھ بھی ہو، لڑائی میں پہل نہ کرے اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچا کر اتمام حجت پوری کی جائے۔

(iv) دشمن سے مقابلہ کیلئے حفاظتی اقدامات بھی عمل میں لائے جائیں

(V) مجبوری وبیکسی کے عالم میں بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے، صبر وقناعت کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے اور اطاعتِ خداوندی سے غافل نہ ہو۔

وما علینا الا البلاغ المبین

معارف اسلاف

امام ابراھیم دھان مکی کا خاندان
اور
فاضل بریلوی

قسط اول

محمد بہاء الدین شاہ*

نویں صدی ہجری کے آخری عشروں میں دھان خاندان فَتَّن شہر سے ہجرت کر کے مکہ جا بسا۔ دھان کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کی زبان میں تاجر کو ''دَھْنِیْ'' کہتے تھے جو کہ اس خاندان کے جداعلیٰ کا لقب تھا۔ جب کہ یہ خاندان مکہ مکرمہ بلکہ پوری عرب دنیا میں ''الدھان'' کے نام سے معروف ہوا اور صدیوں تک مکہ مکرمہ کے علمی و روحانی خاندانوں میں شمار ہوا، مختلف ادوار میں اس میں متعدد علماء کرام و اولیاء عظام ہو گزرے جن میں سے امام ابراہیم دھان، شیخ تاج الدین دھان، شیخ احمد دھان، شیخ اسعد دھان اور شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمہم اللہ تعالیٰ کے علمی مقام و خدمات کا مؤرخین نے بطور خاص ذکر کیا ہے۔ آئندہ سطور میں ان علماء کے حالات نیز فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے تعلق کی تفصیلات پیش کی جارہی ہیں۔

﴿۱﴾ امام ابراہیم دھان حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۳ھ)

امام ابراہیم بن عثمان بن عبدالنبی بن عثمان بن عبدالنبی دھان رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ شیخ عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ (۲) سے عربی علوم و فقہ پڑھی اور عارف باللہ شیخ طریقت فخرِ مکہ صفی الدین شیخ احمد بن ابراہیم علان صدیقی نقشبندی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۳) سے بیعت کر کے خلافت پائی اور کئی برس تک آپ سے فیض یاب ہوئے۔ نیز علامہ سید صبغت اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر علماء سے استفادہ کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد شیخ ابراہیم دھان صفا و مروہ کے درمیان بہرام آغا کے قائم کردہ مدرسہ میں استاد ہوئے جہاں لاتعداد طلباء نے آپ سے تعلیم پائی اور مشہور علماء میں شمار ہوئے۔ آپ کے شاگردوں میں صاحب تصانیف جلیلہ الامام الکبیر فقیہ العصر شیخ ابراہیم ابوسلمہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۴) اور شیخ محمد علی بخاری قربی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۵) جیسے اکابر علماء مکہ شامل ہیں۔

شیخ ابراہیم دھان رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کے حد درجہ مطیع و فرمانبردار تھے۔ آپ پڑھانے میں مگن ہوتے اور ایسے میں اگر والد کی طرف سے طلبی کا پیغام موصول ہوتا تو آپ تدریس کا سلسلہ روک کر فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی ضرورت پوری کرتے اور پھر واپس آ کر تدریس جاری رکھتے۔ شیخ ابراہیم دھان عمر بھر فروغ علم اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے نیز آپ نے شیخ تاج الدین مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے ''رسالة فی نقض القسمة'' کا رد لکھا۔ (۶)

*(ناظم بہاء الدین زکریا لائبریری، چکوال)

مکہ مکرمہ میں طبقہ اول کے عالم ، ادیب و شاعر شیخ بدرالدین خوج حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۷) نے شیخ ابراہیم دھان کا تعارف ان الفاظ میں کیا ہے:

''الشیخ الامام العلامۃ الفقیہ المفتی فی العلوم الدینیۃ، المجمع علی جلالتہ فیھا، وتبحرہ واحاطتہ بالعلوم العقلیۃ''

شیخ ابراہیم دھان نے ۱۰۵۳ھ/۱۶۶۳ء میں وفات پائی ۔(۸)

حوالہ جات

(۱) المختصر من کتاب نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ ۔من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، تالیف شیخ عبداللہ مرداد ابوالخیر شہید مکی حنفی (م۱۳۴۳ھ)، اختصاوترتیب محمد سعید عامودی مکی (م۱۴۱۱ھ) و سید احمد علی کاظمی بھوپالی ثم مکی (م۱۴۱۳ھ)،طبع دوم ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء عالم المعرمۃ جدہ،ص۸۹،نظم الدرر فی اختصار نشر النوروالزھر فی تراجم افاضل مکۃ ، اختصار و ترتیب شیخ عبداللہ غازی ہندی ثم مکی (م ۱۳۶۵ھ)،مخطوط،ص۱۱۳۔

(۲) شیخ عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر شاگردوں میں امام مسجد حرام شیخ شیخ عبداللہ طبری حسینی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۰۶۳ھ) اہم نام ہے۔(مختصر نشر النور،ص ۲۴۶-۲۴۷،نظر الدرر،ص ۳۹)

(۳) شیخ احمد بن ابراہیم بن علان صدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۵ھ/۱۶۲۴ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی آپ ملاعلی قاری حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۰۱۴ھ) کے ہم عصر تھے دونوں نے عوارف المعارف کے محشی مولانا عبداللہ سندھی مدنی ثم مکی (م۹۸۴ھ) سے تعلیم پائی ۔ شیخ احمد صدیقی کے دیگر اساتذہ میں مولانا سید عمر بن عبدالرحیم بصری اور امام سید عبدالقادر طبری حسینی مکی شافعی (م۱۰۳۳ھ) اہم ہیں ۔حضرت مولانا تاج الدین بن ذکریا نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۰ھ/۱۰۵۰ھ) ہندوستان سے پہلی بار

شیطان کی تعظیم

''عالم کی عزت تو اس بناء پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے۔ نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہے یا شیطان کا؟ اُس وقت کی تعظیم، نبی کی تعظیم ہوتی ہے۔اب اِس کی تعظیم،شیطان کی تعظیم ہوگی''۔

(قول اعلیٰ حضرت:تمہید الایمان بآیات القرآن)

مکۂ مکرمہ حاضر ہوئے تو شیخ احمد صدیقی نے آپ سے خلافت پائی۔ شیخ احمد صدیقی کے تلامذہ میں آپ کے بھتیجا سیوطی زماں شیخ محمد علی علان (م۱۰۵۸ھ)،شیخ الاسلام مفتی سید محمد صادق میر بادشاہ حسینی حنفی مکی (م ۱۰۹۷ھ) ،امام سید زین العابدین طبری مکی شافعی (م ۱۰۷۸ھ)،امام مسجد حرام علامہ سید عبدالرحمٰن طبری،شیخ عبداللہ باقشیر حضرمی مکی شافعی (م۱۰۷۶ھ)،صاحب تصانیف کثیرہ شیخ علی جمال مصری مکی (م۱۰۷۲ھ)،علامہ سید علی یمنی (م۱۰۶۹ھ)،علامہ سید محمد غزالی حبشی تریمی مکی (م۱۰۵۲ھ) اور شیخ محمد ابوعبداللہ عبدالعظیم موروی مکی حنفی اہم نام ہیں۔ شیخ احمد صدیقی نے چند کتب تصنیف کیں جن میں سے ''شرح حکم ابی مدین'' کا مخطوطہ مکتبہ مکہ مکرمہ میں محفوظ ہے۔ (الاعلام، خیر الدین زرکلی،م۱۳۹۶ھ) دارالعلم للملایین بیروت طبع ۱۰رسن طباعت ۱۹۹۲ء ،ج-۱،ص-۸۸،فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرّمۃ،دس اہل علم نے مل کر مرتب کی،طبع اول ۱۴۱۸ھ،۱۹۹۷ء، مکتبہ ملک فھد ریاض ،ص ۲۸۸،مختصر نشر النور ،ص۱۰۵-۱۰۶،نظر الدرر،ص۶۴)

(۴) شیخ ابراہیم بن عیسی مکی حنفی المعروف بہ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۷۶ھ/۱۶۶۶ء) فقیہ حنفی اور مسجد حرام میں احناف کے امام تھے۔ آپ نے چند کتب تصنیف کیں جن میں حاشیۃ علی شرح العینی علی الکنز اور حاشیۃ علی الاشباہ والنظائر وغیرہ کتب ہیں۔حرم مکی میں آپ کی ایک تصنیف ''رسالۃ فی التقدم علی الامام عند ارکان الکعبۃ'' کا مخطوطہ موجود ہے۔ (معجم مؤلفی مخطوطات مکتبہ الحرم المکی الشریف ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی یمنی، طبع اول ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

مکتبہ ملک فہد ریاض، ص ۱۴۲، مختصر نشر النور ص ۳۷، نظر الدرر، ص ۶۴-۶۵)

(۵) شیخ محمد علی بخاری حنفی المعروف بہ القربی رحمۃ اللہ (م-۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء) مسجد حرام میں شیخ القراء تھے جہاں خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ صاحب کرامات تھے۔ شیخ ابراہیم ابوسلمہ سے آپ کی گہری دوستی تھی دونوں نے اکٹھے شیخ ابراہیم دھان و دیگر علماء مکہ سے تعلیم پائی اور پھر عمر بھر ایک دوسرے سے دور نہیں ہوئے۔ شیخ محمد علی بخاری نے اپنے اکلوتے فرزند کا نام بھی ابراہیم رکھا۔ (مختصر نشر النور ص ۴۰۹-۴۱۰، نظم الدرر ص ۶۴-۶۵)

(۶) شیخ تاج الدین مالکی نام کے دو جلیل القدر علماء مکہ مکرمہ کے ایک ہی خاندان میں ہوگزرے۔ پہلے شیخ تاج الدین مالکی (م ۹۶۰۹ھ) امام محدث مفسر قاضی و مفتی مکہ مکرمہ تھے (مختصر نشر النور، ص ۱۴۹)۔ پھر انہی کی نسل میں سے دوسرے شیخ تاج الدین مالکی انصاری (م ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۵ء) ہوئے جنہوں نے ادب، فقہ، عقائد کے موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں جن میں ''الفواتح القدسیۃ الفوائح العطریۃ'' کے علاوہ ایک مجموعہ فتاوی وغیرہ کتب شامل ہیں (مختصر نشر النور ص ۱۴۶/ ۱۴۷، نظر الدر، ص/ ۲۸)۔ آخر الذکر شیخ تاج الدین مالکی، شیخ ابراہیم دھان کے ہمعصر تھے۔ شیخ دھان نے فقہی مسئلہ کے اختلاف پر غالباً انہی کے تعاقب میں یہ رسالہ قلمبند کیا۔

اس دور کے ایک اور حنفی عالم، مفتی مکہ مکرمہ شیخ ابراہیم بیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۹۹ھ) نے بھی اس موضوع پر ''نقض القسمۃ'' کے نام سے ایک رسالہ تصنیف کیا (مختصر نشر النور، ص ۳۹-۴۴، نظر الدرر، ص ۲۰)۔ جس سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ موضوع گیارہویں صدی ہجری کے علماء مکہ کے درمیان زیر بحث رہا۔

(۷) شیخ بدرالدین خوج مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۵ھ/۱۸۶۲ء تقریباً) نے خاتمۃ المحدثین شیخ عبداللہ بصری شافعی (م ۱۱۳۰ھ) اور امام جلیل فقیہ محدث مفتی و قاضی مکہ مکرمہ امام و خطیب مسجد حرام شیخ تاج الدین قلعی مکی حنفی (م ۱۱۴۹ھ) سے تعلیم پائی۔ معلوم رہے یہی شیخ تاج الدین قلعی عالی سند کے اعتبار سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۱۷۶ھ) کے سب سے اہم استاد ہیں۔ (فہرس الفہارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، علامہ سید عبدالحئی کتانی مراکشی (م-۱۳۸۲ھ)، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، طبع دوم، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء دار الغرب الاسلامی بیروت، ج-۱، ص-۱۷۸، مختصر نشر النور، ص-۱۴۰-۱۴۱، ۱۴۸-۱۴۹، نظر الدرر، ص-۴۸)

(۸) مختصر نشر النور، ص ۴۴-۴۵، نظم الدرر، ص ۲۱۔

﴿باقی آئندہ﴾

خوشخبری

تمام ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ اپریل، مئی اور جون ۲۰۰۳ء کا مشترکہ شمارہ اپریل کے اواخر میں امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۳ء کے موقع پر بطور ضخیم سالنامہ (خصوصی نمبر) شائع ہوگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) ﴿ادارہ﴾

معارفِ اسلاف

سید آل رسول احمدی مارہروی علیہ الرحمۃ

محمد معاذ چٹھہ

قدوۃ العارفین، سید السالکین، خاتم الاکابرین سید آل رسول احمدی مارہروی علیہ الرحمہ ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ایک شہر مارہرہ ضلع ایٹہ میں ۱۲۰۹ھ (۱۷۹۶ء) میں سادات کے ایک نجیب الطرفین گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام نامی حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں علیہ الرحمہ تھا۔ والدہ محترمہ کا نام فضل فاطمہ تھا۔ وہ قاضی سید غلام شاہ حسین علیہ الرحمہ کی صاحبزادی تھیں، آپ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کے دو چھوٹے بھائی سید شاہ اولاد رسول علیہ الرحمۃ اور سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم علیہ الرحمہ تھے جن کی پیدائش بالترتیب ۱۲۱۲ھ اور ۱۲۲۳ھ میں ہوئی۔ سید آل رسول علیہ الرحمہ کی پانچ سگی بہنیں بھی تھیں، عزت فاطمہ، بتول فاطمہ، آل فاطمہ، جمال فاطمہ اور خیریت فاطمہ کے علاوہ سید آل رسول کے ایک بڑے بھائی سید آل امام جما میاں علیہ الرحمہ بھی تھے جو حضرت ستھرے میاں کی پہلی بیوی سے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۱۹۶ھ میں ہوئی تھی۔ آل رسول احمدی علیہ الرحمہ کا سلسلۂ نسب سید شاہ برکت اللہ، میر سید عبدالواحد بلگرامی، سید محمد صغریٰ، سید ابو فاس ابن سید ابوالفرح واسطی اور سید علی عراقی علیہم الرحمۃ سے ہوتا ہوا سید زید شہید ابن سید زین العابدین رضی اللہ عنہ السجاد کے واسطہ سے حضور سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ سے جا ملتا ہے۔

حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی علیہ الرحمہ کے آباء واجداد میں سید علی عراقی علیہ الرحمہ حاسدین ومعاندین کی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور شر سے بچنے کیلئے مدینہ منورہ سے ہجرت فرما کر عراقِ عرب اور عراقِ عجم کی سرحد پر واقع ایک شہر واسط میں آباد ہوئے۔ ابوالفرح تک ان کی اولاد واسطہ میں رہی۔ پھر سید ابوالفرح واسطی علیہ الرحمہ مع اپنے صاحبزادوں کے سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کے عہدِ حکومت (۹۹۷ء-۱۰۳۰ء) میں غزنی آئے۔ ان کے صاحبزادے سید ابوفراس علیہ الرحمۃ نے غزنی سے ہندوستان کا رخ کیا۔ ان کی اولاد یہاں خوب پھیلی اور اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کی بدولت ان میں سے بعض شخصیات مناصبِ عالیہ پر بھی فائز رہیں۔ سلطان شمس الدین التمش کے عہد حکومت (۱۲۱۱ء-۱۲۳۶ء) میں سید محمد صغریٰ علیہ الرحمہ کو سلطان کی طرف سے ۶۱۴ھ (۱۲۱۷ء) میں راجہ بلگرام کے خلاف فوج دے کر بھیجا گیا۔ سید محمد صغریٰ علیہ الرحمہ نے اپنی فوج کے ساتھ اس سرکش اور کافر راجہ پر حملہ کر دیا اور اسے شکست فاش دے کر بلگرام کو سلطنت اسلامیہ کا

ایک حصہ بنادیا۔ سلطان التمش علیہ الرحمہ نے خوش ہوکر بلگرام کا علاقہ بطور جاگیر سید محمد صغریٰ کو عطا کردیا چنانچہ سادات کا یہ عالیشان گھرانہ بلگرام میں آباد ہوگیا اور صدیوں یہاں آباد رہا۔ ساداتِ بلگرام میں ایسی ایسی نامور اور جلیل القدر شخصیت پیدا ہوئیں جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور سنہری کارناموں کی بدولت بلگرام کو وہ شہرت بخشی کے آج بھی اس سہرا کا نام تاریخ کے اوراق میں ایک انوکھی شان کے ساتھ محفوظ ہے۔ ساداتِ بلگرام کے گھرانے کی ایک عظیم الشان شخصیت میر سید عبدالواحد بلگرامی ہیں جن کے بڑے صاجزادے سید شاہ عبدالجلیل علیہ الرحمۃ ۱۰۱۷ھ میں مارہرہ مطہرہ تشریف لائے۔ ۱۰۵۷ھ میں مارہرہ شریف میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد ان کے عظیم پوتے سلطان العاشقین، قدوۃ العارفین، صاحب البرکات و النجات حضرت سید شاہ برکت اللہ نے مارہرہ مطہرہ میں مخلوق خدا کی ہدایت و رہنمائی کیلئے علم و عمل کی ایسی شمع روشن کی جس سے نہ صرف مارہرۂ مطہرہ بلکہ ہندوستان کا کونہ کونہ جگمگا اٹھا اور اس مینارۂ نور کی روشنی اقصائے عالم میں پھیل گئی۔ سید شاہ برکت اللہ علیہ الرحمہ کا وصال مبارک دس محرم ۱۱۴۲ھ کو ہوا۔ تصوف و طریقت میں برکاتی سلسلہ آپ سے شروع ہوا۔

حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ آپ کے اصناد میں سے تھے اور خانقاہ عالیہ برکاتیہ کے جانشین تھے۔ آپ نے علوم ظاہری یعنی مکتب کی پڑھائی کی ابتدا اپنے عمِ مکرّم حضرت شمس الدین ابوالفضل سید آل احمد اچھے میاں علیہ الرحمۃ ۱۱۶۰ھ-۱۲۳۵ھ) کے خلفاء شاہ عین الحق عبدالمجید اور شاہ سلامت اللہ سے فرمائی اور مولوی نور اور مولوی انوار فرنگی محلی

> ## پیشہ ور واعظین
>
> ''آج کل نہ کم علم بلکہ نرے جاہلوں نے کچھ الٹی سیدھی اردو دیکھ بھال کر حافظہ کی قوت، دماغ کی طاقت و زبان کی طلاقت کو شکارِ مردم کا جال بنایا ہے......
>
> (۱)......اول تو انہیں وعظ کہنا حرام ہے،
>
> (۲)......دوسرے ان کا وعظ سننا حرام ہے،
>
> (۳)......تیسرے وعظ و پند کو جمعِ مال یا رجوع خلق کا ذریعہ بنانا گمراہی، مردود و سنتِ نصاریٰ و یہود ہے۔
>
> (قول اعلیٰ حضرت: احسن الوعاء)

سے کتب معقول و کلام و فقہ و اصول کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔ حدیث شریف آپ نے حصرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) سے پڑھی۔ فنِ طب آپ نے حکیم فرزند علی موہانی سے سیکھا۔ آپ کی ذاتِ والا بتارظاہری اور باطنی کمالات کا مجموعہ تھی۔ آپ اپنے عمِ محترم حضور ابوالفضل اچھے میاں علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ انہوں نے آپ کی تربیت اس انداز پر کی کہ آپ انکے کمالات کے سچے وارث ثابت ہوئے۔ شریعت کی سختی سے پابندی فرماتے اور روزانہ حلقۂ ذکر بھی منعقد فرماتے۔

سید آل رسول کا عقد، نثار فاطمہ بنت سید منتخب حسین بلگرامی سے ہوا۔ آپ کے دو صاجزادے اور تین صاجزادیاں تھیں۔ بڑے صاجزادے سید شاہ ظہور حسن علیہ الرحمۃ تھے جن کے فرزند شاہ ابو الحسین نوری علیہ الرحمہ تھے۔ دوسرے صاجزادے شاہ ظہور حسین چھٹومیاں علیہ الرحمہ تھے۔ تین صاجزادیاں انصار فاطمہ، ظہور فاطمہ اور رحمت فاطمہ تھیں۔ آپ اپنے والد محترم سید شاہ آل برکات ستھرے میاں علیہ الرحمہ کی وفات (۱۲۵۱ھ) کے بعد سجادہ برکاتیہ جلوہ افروز ہوئے۔ آپ

کے مریدین و خلفاء کی تعداد بے شمار ہے۔ لیکن حضور خاتم الاکابر علیہ الرحمہ کی نظر میں جو مقام و مرتبہ اور قدر و منزلت اپنے چہیتے مرید و خلیفۂ اعظم امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی تھی اور کسی کی نہیں تھی۔ آپ ان کی علمی وسعت و گہرائی اور مختلف علوم پر ان کی کامل دسترس اور مہارت تامّہ سے خوب واقف تھے اور اس مریدِ باصفا کی صلاحیتوں پر شیخِ کامل کو پورا پورا اعتماد تھا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا علیہ الرحمہ ۱۲۹۴ھ (۱۸۷۷ء) میں تاج الفحول حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ کے ایماء پر مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے اور وارثِ سجادہ برکاتیہ سید آل رسول احمد علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کے پوتے شاہ ابوالحسین احمد نوری نے، (۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء......۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) جو خود بھی واقفِ اسرار تھے، عرض کی ''حضور! آپ کے ہاں تو خلافت و اجازت سے پہلے مریدین کو طویل اور بامشقت مجاہدات و ریاضات کی بھٹی میں ڈالا جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ان دونوں (اعلیٰ حضرت اپنے والدِ محترم کے ساتھ حاضر ہوئے تھے) کو بیعت کے ساتھ ہی خلافت و اجازت سے نواز دیا؟ حضور خاتم الاکابر نے برجستہ فرمایا ''میاں صاحب! اور لوگ میلے کچیلے اور زنگ آلود دل لے کر آتے ہیں اس لئے انہیں پاکیزہ اور صاف کرنے کیلئے مجاہدات و ریاضات میں ڈالا جاتا ہے لیکن ان حضرات کا دل صاف ستھرا ہے۔ انہیں صرف اتّصالِ نسبت کی ضرورت تھی جو بیعت کے ساتھ ہی حاصل ہوگئی۔ حضور خاتم الاکابر نے جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو بیعت کرنے کے بعد اجازت و خلافت سے نوازا تو نہایت اطمینان و مسرّت سے فرمایا:

''مجھے اس بات کی بڑی فکر رہتی ہے تھی کہ اگر روز قیامت اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ اے آلِ رسول! تو میرے لئے دنیا سے کیا لایا تو میں کیا جواب دوں گا لیکن آج میری یہ پریشانی و فکر دور ہوگئی ہے، اب اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ ''اے آلِ رسول! تو میرے لئے دنیا سے کیا لایا؟ تو میں عرض کروں گا: یاالٰہی! میں تیرے لئے ''احمد رضا لایا ہوں''۔

حضور خاتم الاکابر کو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر اس درجہ اعتماد تھا کہ آپ نے اپنے اس مرید و خلیفہ کو اپنی تصانیف میں تصرّف کرنے کی اجازت دے رکھی تھی اور علی الاعلان فرمایا تھا کہ میری تصانیف میں جس عبارت کو وہ مٹائیں یا ترمیم کریں تو وہ منسوخی یا ترمیم میری طرف سے سمجھی جائے اور وہ جو اضافہ کریں تو وہ بھی میری طرف سے تصوّر کیا جائے۔

حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی علیہ الرحمہ کا وصال مبارک ۱۸ ذوالحجہ ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۹ء) کو مارہرہ مطہرہ میں ہوا۔

دو جہاں میں خادمِ آل رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ مقتداء کے واسطے

☆☆☆

عورتوں کا جماعت میں شریک ہونا

علامہ محمد امیر شاہ گیلانی

عورتوں کی جماعات میں حاضری اور شرکت ممنوع ہے

کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے کہ:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْ تِکُنَّ

اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو

یعنی پابندی کے ساتھ گھروں میں رہو اور حضور ﷺ کا فرمان ہے:

صَلٰوتُهَا فِی قَعْرِ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ صِحْنِ دَارِهَا

''عورت کی نماز گھر کے کمرے میں بہتر ہے اس نماز سے جو وہ اپنے گھر کے صحن میں پڑھتی اور اس کی نماز گھر کے صحن میں اس نماز سے بہتر ہے جو وہ اپنی مسجد میں پڑھتی ہے''

اور ان کے گھر ان کے لئے خیر و برکت کے موجب ہیں یہ اس لئے کہ عورتوں کو جماعت میں عدم حضوری کا حکم عام ہے لہذا اس حکم میں ہر عمر کی عورتیں آ گئیں۔ خواہ جوان ہوں یا کہ عمر رسیدہ اور خواہ نمازیں دن کی ہوں یا کہ رات والی۔ مصنف نے کافی میں عورتوں کی تمام نمازوں میں شرکت کو مکروہ تحریمی بوجہ فتنہ وفساد کے ظہور کے کہا ہے۔ جب مسجدوں میں نماز کی لئے عورتوں کی حاضری ممنوع اور مکروہ ٹھہری تو مجالس و وعظ، میں تو ان کی حاضری اور شرکت بطریق اولیٰ مکروہ اور ممنوع ہوگی خاص کر ایسی مجالس میں جن کے سرپرست اور بانی سراسر جاہل اور بے دین لوگ ہوتے ہیں، جو بزرگوں اور علماء کے لباس میں ذاتی منفعت اور شہرت کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ (ذکر فخر الاسلام انتہی) کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ درمختار اور فتاویٰ فتح القدیر میں ہے یعنی مکروہ اور ممنوع ہے عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا اگرچہ جمعہ، عیدین اور وعظ میں ہو اگرچہ بوڑھی عورت ہو یا کہ جوان رات کے وقت ہو یا کہ دن میں اور یہ ممانعت اس لئے ہے کہ زمانہ خراب ہے اور ہم پرفتن دور سے گزر رہے ہیں (یہی مفتی بہ مذہب ہے) اس سلسلے میں علامہ طحطاوی باب الامامۃ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے وقت عورتیں جماعت میں حاضر ہوتی تھیں حصرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیا تو عورتوں نے ان کی شکایت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی انہوں نے فرمایا اگر آنحضرت ﷺ یہ حال دیکھتے جو آج حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا ہے تو تم کو مسجدوں میں جانے کی اجازت کبھی نہ دیتے (انتہی)

اس سے متاءخرین علماء امت نے فتویٰ دیا کہ عورتوں کا

(بشکریہ ماہنامہ فقہ اسلامی)

جماعتوں میں نکلنا کراہتِ تحریمی اور منع ہے۔

مردوں اور خواتین کی نمازوں کا فرق:

احناف کی مستند کتاب درمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ میں ہے یعنی عورت سجدے میں اپنے بازوؤں کو ظاہر نہ کیا کرے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملائے رکھے اس لئے کہ ایسا کرنا اس کے لئے زیادہ پردے اور ستر کا باعث ہے اور یہی بات ہم نے خزائن الاسرار میں لکھ دی ہے کہ عورت مرد سے پچیس (۲۵) باتوں میں مخالف ہے (انتہی)۔ اس کی تشریح میں علامہ شامی نے اپنے فتاویٰ رد المحتار، باب صفۃ الصلوٰۃ، جلد اوّل میں ان پچیس (۲۵) مقامات کو اپنی تحقیق کے ساتھ اس طرح سے بیان کیا ہے جس کا ترجمہ سہولت کے لئے اردو زبان میں عام فہم انداز کے ساتھ یہ ہے:

۱-عورت تکبیر تحریمہ میں اپنے شانوں کے برابر ہاتھ اٹھائے۔

۲-ہاتھ آستینوں سے باہر نہ نکالے۔

۳-داہنے ہاتھ کی ہتھیلی دوسری ہتھیلی پر رکھے۔

۴-ہاتھ پستان کے اوپر رکھے۔

۵-رکوع میں تھوڑی جھکے۔

۶-رکوع میں ہاتھ پر سہارا نہ دے۔

۷-رکوع میں ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ پھیلائے بلکہ ملی رکھے۔

۸-رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے مگر ان کو پکڑے نہیں۔

۹-اپنے گھٹنوں کو رکوع میں جھکا لے۔

۱۰-رکوع میں سمٹی رہے۔

۱۱-سجدہ میں اپنی بغلیں نہ کھولے یعنی اس میں سمٹی رہے۔

۱۲-سجدہ میں دونوں ہاتھ بچھا دے۔

بناؤ سنگھار

"عورتوں کو اپنے شوہروں کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگھار کرنا باعثِ اجرِ عظیم اور ان کے حق میں نمازِ نفل سے افضل ہے، بلکہ عورت کا باوصفِ قدرت، بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبیہ ہے"
(قولِ اعلیٰ حضرت: عرفانِ شریعت)

۱۳-التحیات میں دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر سرین پر بیٹھے۔

۱۴-جب کوئی مشکل یا عذر نماز میں پیش آجائے تو تالی بجائے مردوں کی طرح سبحان اللہ ہرگز نہ کہے۔

۱۵-مرد کی امامت نہ کرے۔

۱۶-عورت کی امامت بالاتفاق مکروہ تحریمی اور ممنوع ہے۔

۱۷-باوجود مکروہ تحریمی ہونے کے عورتوں کی جماعت میں امام عورت بیچ میں کھڑی ہو نہ کہ آگے بڑھ کر۔

۱۸-عورت کا جماعت میں ہونا مکروہ اور ممنوع ہے۔

۱۹-مردوں کے ساتھ میں عورت پیچھے ہو۔

۲۰-عورت پر جمعہ فرض نہیں۔

۲۱-عورت پر نماز عیدین واجب نہیں۔

۲۲-عورت پر ایام تشریق میں تکبیرات واجب نہیں۔

۲۳-عورت کو نماز فجر خوب اجالا ہونے پر ادا کرنا مستحب نہیں۔

۲۴-نماز جہری پکار کر نہ پڑھے بلکہ جن آئمہ کرام کے نزدیک عورت کی آواز داخل ستر ہے ان کے نزدیک تو نماز فاسد ہو جائے گی۔(انتہی)

☆☆☆

امام احمد رضا خان کے حوالے سے تدریس کی اشد ضرورت ہے

از......ڈاکٹر حسین مجیب مصری*

ترجمہ و ترتیب......محمد ذاکر اللہ درانی الکوزئی

امام احمد رضا خان کے درسات یعنی مطالعۂ ''رضویات'' بہت ساری وجوہات کی بناء پر ایک عظیم اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کی وقیع عالی قدر اسلامی شخصیت ہے جس میں کس شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں جیسے کہ آپ اپنی اسلامی تراث میں اجمالاً و تفصیلاً ہمہ گیری رکھتے ہیں (اسی طرح) آپ ایک ایسے فقیہ پیشوا بھی ہیں جن کے فتاویٰ سے وہ حقائق رونما ہوگئے ہیں جہاں تک اب تک کسی بھی مسلمان عالم کی رسائی نہیں ہوئی ہے۔ جیسے کہ آپ کی شہرت مختلف اسلامی شہروں تک پھیل چکی ہے۔ آپ ایک ایسے شاعر تھے جن کے اشعار کے دیوان عربی، فارسی، اردو زبان میں موجود ہیں آپ کے وہ عربی دیوان، جس کو استاد حازم محفوظ نے جمع کیا ہے، گہری نظر سے دیکھنے کے قابل ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق کوئی عربی دیوان اتنا معنیٰ خیز ثابت نہیں ہوا جتنا یہ دیوان ثابت ہوا ہے۔

آپ نبی اکرم ﷺ کے ایک عظیم الشان اور مشہور ترین مداح ہیں اور اس عالمگیر شہرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ کا سلام ہفتہ وار جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے اور خاص راتوں میں اس کے سننے کیلئے جمع ہو جاتی ہیں کثیر تعداد میں عورتیں بھی اور سلام پڑھنے والے کا سلام نہایت غور و فکر کیساتھ (کان لگا کر) سنتی ہیں۔ اسی طرح آپ برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام کی ایک مشہور طریقت (القادریہ) کے شیخ (پیر و مرشد) بھی ہیں جس کے ثمرات و فیوضات اتنی کثرت کے ساتھ ہیں کہ ہماری نظروں نے ایسی کثرت کہیں نہیں دیکھی ہوگی۔

اعلیٰ حضرت کے حوالے سے کافی تالیفات موجود ہیں، مقالے پڑھے جاتے ہیں کثیر تعداد میں کانفرنسز منعقد ہو رہی ہیں۔ شہر کراچی میں ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کے نام سے ایک مرکز ہے جو کہ اعلیٰ حضرت کے حوالے سے معلومات فراہم کرنے اور ان کے اسلامی دروس سے نئے نئے فوائد بتانے میں خضر راہ ثابت ہوتا ہے، (اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے علمی کارناموں اور فتاویٰ کے علاوہ) آپ کے اس دیوانِ عربی پر تحقیق و تدقیق کی راہنمائی فرماتا ہے جس میں صحابۂ کرام، اولیاء عظام اور علماء امت کی منقبت کے علاوہ کثیر اشعار حضور اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف میں ہیں۔

قابل ذکر بات یہ کہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال بھی اعلیٰ حضرت سے نہایت متاثر نظر آتے ہیں اور یہ معلوم و مشہور بات ہے کہ علامہ اقبال ایک اسلامی اور اصلاحی طبیعت رکھنے والے تھے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ بھی اعلیٰ حضرت کے ساتھ اس سفر میں ہم

سفر اور ان کے نقش قدم پر رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ دونوں میں فکری ہم آہنگی پائی جاتی ہے، چنانچہ علامہ اقبال نے علمِ دین سے آگاہی پیدا کی اور دونوں نے اقامت دین ونشر علم اور مسلمانوں کی فلاح کیلئے جدید افکار پیش کئے۔

امام احمد رضا خاں کی تصانیف کا گہری نظر کے ساتھ مطالعہ سے ہمیں یہی خبر ملتی ہے کہ یہ ایسے مقدمات اور اصول پر مشتمل کتابیں ہیں جو کہ اسلامی علوم پڑھانے والوں سے اب تک مخفی رہی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ بذاتِ خود ایک مجتہد اور مجدد وامام تھے۔

اسلامی علوم پڑھنے والوں کو اور ریسرچ کرنیوالوں کو چاہیے کہ ان کی تألیفات کا مختلف جوانب سے مطالعہ کریں تاکہ ان کی پڑھائی اور محققین کی تحقیق مکمل اور ہمہ گیر ہوجائے۔

اسی حوالے سے ایک بات رہ گئی جس کا تذکرہ یہاں نہایت اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ اسی امام کے سامنے دشمن کی طرح (مخالفت میں) کھڑے ہوجاتے ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ آپ صحیح معنوں میں ایک مجتہد تھے کبھی بھی آپ نے (کسی مسئلے میں) تشدد سے کام نہیں لیا ہے اور نہ بحمد اللہ غلطی کی طرف گامزن ہوئے ہیں۔

زیادہ غالب وراجح گمان یہ ہے کہ جو لوگ آپ سے مخالفت (اور دشمنی) کرتے ہیں یا تو جان بوجھ کر اعتراض کرتے ہیں یا انہوں نے آپ کی تالیفات سطحی نظر سے دیکھیں ہیں اور ان کی گہرائیوں تک نہیں گئے، تو ان سے ایسی باتیں سرزد ہوئی ہیں کہ نامناسب تھیں۔ انہیں چاہیے کہ امام احمد رضا کی شخصیت سے نفرت کے اپنے موقف پر نظر ثانی کریں اور ان تصانیف وتالیفات کا بغور مطالعہ کریں تو یقیناً انہیں معلوم ہوجائے گا کہ انہوں نے اپنے فیصلوں میں جلد بازی سے کام لیا ہے۔ (کم از کم) مخالف اھل علم کیلئے مناسب یہی تھا کہ آرام سے ان کی تالیفات کا مطالعہ کرتے

مقصد تعلیم

''تعلیم کا بنیادی مقصد خدارسی اور رسول شناسی ہونا چاہیے تاکہ ایک عالم گیر فکر ابھر کر سامنے آئے۔ سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر حقیقتِ اشیاء کی معرفت سے زیادہ خالقِ اشیاء کی معرفت ضروری ہے'' (قولِ اعلیٰ حضرت: سرورق مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۱ء)

اور اصل حقیقت تک پہنچتے نہ کہ ان کی ذات سے ایسی لایعنی اور بے جا باتوں کی نسبت کریں جس سے وہ اور ان کی تحریرات بالکل پاک وصاف ہیں۔ اس سے کہ ان کو ایک ایسی چیز کی نسبت کریں جس سے آپ کی ذات پاک ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جو لوگ آپ کی مخالفت میں معاندانہ رویہ اختیار کرتے ہیں تو ان کا حال اور ان کا حال جو کہ اھل تصوف کی مخالفت کرتے ہیں، ایک سا ہے اور حق تو یہ ہے کہ تصوف کو تقویٰ اور پرہیزگاری کے اعتبار سے وہ (بلند) مقام حاصل ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ امام احمد رضا کے بھی کمالِ علم وتقویٰ میں کوئی کلام نہیں۔ ازہر شریف (مصر) کی یونیورسٹی میں امام احمد رضا خاں کی تالیفات کے حوالے سے بعض عنوانات پر کام ہوا ہے۔ لیکن جامع رسالہ میں آپ کی تالیفات و احوال درج کرنے سے اس فراخ دل یونیورسٹی میں بعض لوگ گریز کرتے ہیں اور اس بحث ومباحثہ میں وقت گزار رہے ہیں کہ ان پر مزید کام کیا جائے یا نہیں۔ لیکن بعض حلقوں کی طرف سے اس ٹال مٹول کے باوجود ان شاء اللہ اسی تبادلۂ خیال اور بحثوں سے ایک دن ضرور حق ظاہر ہوجائے گا۔ اس لئے کہ صرف تبادلۂ خیال نہیں (بلکہ کچھ کام بھی کرنا چاہیے)۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اعتراض کرنے والوں کو اس طرف بلاتے ہیں کہ وہ اس امام کی تالیفات کے بابت تأمل غور وفکر واجتہاد سے کام لیں۔

بچوں کا معارف

اَرکَانِ اِیُمَــان

ترتیب: سید وجاہت رسول قادری

پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ سبق یعنی فروری کے ''معارف رضا'' میں ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ (رسول اللہ ﷺ کے ایک فرمان کے مطابق جسے حدیث کی کتاب، بخاری اور مسلم سے نقل کیا گیا ہے)

ارکانِ ایمان چھ ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، روزِ آخرت پر اور اس کی جانب سے تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا۔

اُس سبق میں ہم نے تمہیں اسلام کے چند بنیادی کلمے بھی سکھائے تھے، امید ہے تم نے اُنہیں یاد کرلیا ہوگا۔

پیارے بچو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے ''بچوں کا معارف'' کا یہ سلسلہ تمہیں ایک اچھا مسلمان بنانے کے لئے شروع کیا ہے تا کہ بڑے ہوکر تم ایک اچھے انسان بن سکو کیونکہ ایک اچھا مسلمان ہی ایک اچھا انسان ہوتا ہے جو اپنے والدین، رشتہ داروں محلہ داروں، دیگر انسانوں اور اپنے شہر اور ملک کے لئے فائدہ مند ہوسکتا ہے اور اچھے اچھے کام کرسکتا ہے۔

آج ہم تمہیں گذشتہ سبق میں بتائے ہوئے ارکانِ ایمان کی کچھ تفصیل بتائیں گے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کو عربی میں ''ایمان باللہ'' کہتے ہیں ''ایمان باللہ'' کے سلسلے میں تم جنوری کے معارف رضا میں تفصیلاً پڑھ چکے ہو لہذا ہم آج ان صفحات پر ارکانِ ایمان کے دوسرے رکن فرشتوں (ملائکہ) کے بارے میں کچھ تفصیل بیان کریں گے:

(۲) اللہ تعالیٰ کے فرشتے (ایمان بِالْمَلٰٓئِکَۃِ)

فرشتے (ملٰئکہ) اللہ تعالیٰ کے پاک معصوم بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں نور سے پیدا فرمایا (جبکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہوا، آگ، پانی اور مٹی کے گارے سے پیدا فرمایا، ان چار کو عناصرِ اربعہ بھی کہتے ہیں) ان کے جسم نورانی ہوتے ہیں، عام انسان انہیں نہیں دیکھ سکتے البتہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کبھی اپنے بعض نیک مقبول بندوں کو انہیں دیکھنے کی قوت عطا کر دیتا ہے۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ مختلف شکلوں اور صورتوں میں اپنے آپ کو ڈھال لیتے ہیں وہ مردانگی یا عورت پن کی صفت سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، نہ ہی سوتے ہیں نہ ہی شادیاں کرتے ہیں، وہ رات دن اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے اور رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے میں مشغول رہتے ہیں اور اس سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بجا لیتے ہیں کبھی اس کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں۔ فرشتوں کی تعداد کا علم صرف اللہ

تعالیٰ ہی کو ہے۔ وہ جس قدر چاہتا ہے ان کی تخلیق یعنی پیدائش میں اضافہ فرماتا ہے۔ ان کے متعدد پر ہوتے ہیں دو دو، تین تین، چار چار، جن سے وہ اڑتے ہیں۔

ملائکہ (فرشتوں) کی مختلف قسمیں ہیں۔ ان میں کچھ وہ ہیں جو ''حَمَلَۃُ العرش ''یعنی عرشِ الٰہی کے اٹھانے والے ہیں۔ اس وقت وہ چار (۴) ہیں، روزِ آخرت (قیامت کے دن) ان کی تعداد آٹھ (۸) ہوگی۔ انہی میں سے کچھ ''حَفَظَۃ'' یعنی مکلفین (عاقل و بالغ انسان) کے اچھے برے کاموں کو لکھنے اور ان کا باقاعدہ رجسٹر رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی دیگر قسمیں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید میں ہے کہ:

وَ مَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ ط (پ۲۹، المدثر: آیت ۳۱)

''اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا''

(کنز الایمان)

عزیز بچو! یوں تو تمام ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے، مگر ان میں سے دس ملائکہ کے بارے میں تفصیلی طور پر جاننا بھی ضروری ہے، وہ دس فرشتے یہ ہیں:

۱-حضرت جبرئیل علیہ السلام: ''صاحبِ وَحی'' یعنی انبیاء کرام (علیھم السلام) تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے ہیں۔

۲-حضرت میکائیل علیہ السلام: جو ''صاحبِ ارزاق'' یعنی بارش برسانے والے اور رزق پہنچانے والے ہیں۔

۳-حضرت اسرافیل علیہ السلام: جو قیامت کے دن صور پھونکنے والے ہیں ''صور'' ایک آلہ ہے، جس کی پھونک کی آواز نہایت بھیانک ہوگی قربِ قیامت جب وہ پھونکا جائے گا تو اس کی آواز کی ہیبت سے تمام دنیا کے انسان مرجائیں گے، اور جب دوبارہ

والدین پر اولاد کے حق

''بچے کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال، ناپاک ہی عادت لاتا ہے، بچے کے دل میں حضور اقدس ﷺ کی محبت وتعظیم ڈالے کہ اصلِ ایمان وعینِ ایمان ہے'' (قولِ اعلیٰ حضرت: مشعلۃ الارشاد)

پھونکا جائے گا تو تمام مردہ مخلوق اپنی قبروں اور مرگھٹوں سے زندہ اٹھ نکلے گی۔

۴-حضرت عزرائیل علیہ السلام: جو ''قابضِ ارْوَاح'' یعنی روح کھینچ کر انسانوں اور دیگر جانداروں کو موت دینے والے ہیں۔

اوپر ذکر کئے گئے یہ چاروں فرشتے ''ملائکۂ مقربین'' کہلاتے ہیں۔ یعنی رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا بڑا مرتبہ اور مقام ہے۔

۵-مُنکَر علیہ السلام ۶-نَکِیر علیہ السلام

یہ دونوں حضرات قبر کے اندر مردوں کو زندہ کر کے ان سے اللہ تعالیٰ، اس کے دین اور رسول ﷺ کے متعلق سوال کرنے والے ہیں۔ پوچھے جانے والے یہ تین سوالات یوں ہیں:

۱-من ربک (تمہارا رب کون ہے؟)

۲-مادینک (تمہارا دین کیا ہے؟)

۳-مَاتَقُوْلُ لِھٰذِہِ الرَّجُلُ الشَّرِیْفُ (تو [اشارہ کرنے] یہاں موجود اس ذات مقدسہ (محمد رسول اللہ ﷺ) کے متعلق کیا عقیدہ رکھتا ہے؟)

ان دونوں فرشتوں کو ایک ساتھ منکر نکیر (نکیرین) بھی کہا جاتا ہے اور بیان کئے گئے تین سوالات کو ''سوالِ قبر'' کہتے ہیں

۷-رقیب علیہ السلام ۸-عتید علیہ السلام

یہ دونوں حضرات جیسا کہ اوپر تم نے پڑھا ''حفظۃ'' کہلاتے ہیں، ان کا کام (عاقل بالغ) لوگوں کے اعمال کو لکھ کر

محفوظ کرنا ہے۔ یہ دونوں ہر انسان کی موت تک ہمہ وقت ساتھ رہتے ہیں۔

۹-حضرت رضوان علیه السلام: یہ جنت کے مالک ہیں انہیں ''خازنِ جنت'' بھی کہتے ہیں۔ ان کا کام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو جنت میں خوش آمدید کہنا اور ان کے مقام تک پہنچانا ہے۔ (پیارے بچو دعا کرتے رہا کرو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمیں ان کا ساتھ عطا فرمائے، آمین)

۱۰-حضرت مالک علیه السلام: یہ جہنم کے داروغہ ہیں انہیں ''خازنِ نار'' بھی کہتے ہیں۔ ان کا کام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں کو سر کے بل جہنم میں دھکیلنا ہے۔ (دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم سے پناہ میں رکھے، امین)

(۳) آسمانی کتابیں (اَلْاِیْمَانُ بِالْکُتُبُ)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو نیکی کی راہ دکھانے اور بری باتوں سے بچانے کیلئے اپنے برگزیدہ اور منتخب بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں، ان میں سے بعض پر صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ صحیفوں کی تعداد ایک سو (۱۰۰) اور کتابیں چار (۴) ہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ ان تمام صحیفوں اور کتابوں پر ایمان لانا ہم سب پر واجب ہے۔

ان تمام کتابوں کی بتائی ہوئی باتوں پر اس وقت کے لوگوں کے لئے عمل کرنا ضروری تھا۔ لیکن ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کی حیثیت سے دنیا میں تشریف آوری اور ان پر قرآن کریم بطور آخری آسمانی کتاب نازل ہونے کے بعد گذشتہ تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر عمل در آمد منسوخ ہوگیا۔ اب قیامت تک کے لئے قرآن کریم دنیا کے تمام انسانوں کے لئے کتاب ھدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے نزول کے بعد دنیا کے تمام انسانوں کے لئے سیدنا مولانا محمد رسول اللہ ﷺ اور ان پر نازل شدہ آخری کتاب قرآن کریم پر ایمان لانا قیامت تک کے لئے ہر انسان پر لازم قرار دیا ہے۔

بچو! ہم ذیل میں آپ کے سمجھنے اور یاد رکھنے کیلئے آسمانی کتب اور صحیفوں کی کچھ تفصیل لکھ رہے ہیں:

آسمانی کتب

۱-توریت شریف......حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی

۲-زبور شریف.........حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی

۳-انجیل شریف.......حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی

۴-قرآن کریم.........حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔

آسمانی صحیفے

دس (۱۰) صحیفے..........حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے

پچاس (۵۰) صحیفے......حضرت شیث علیہ السلام پر نازل ہوئے

تیس (۳۰) صحیفے......حضرت ادریس علیہ السلام پر نازل ہوئے

دس (۱۰) صحیفے........حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئے

(نوٹ: جن بچوں کو جنوری یا فروری، یا دونوں مہینوں کا معارفِ رضا نہ ملا ہو اور ان کی عمر ۱۵/سال یا اس سے زیادہ ہے وہ مبلغ =/۱۵/روپے (فی رسالہ کے حساب سے) ڈاک ٹکٹ خرید کر معارف رضا کے پتہ ہر معہ اپنے مکمل پتہ کے بھیجدیں تو مطلوبہ مہینہ کا رسالہ اس کو بھیج دیا جائے گا اور اگر آپ یا آپ کا کوئی دوست سال بھر کے لئے معارف رضا جاری کرانا چاہتا ہو تو وہ ''معارف رضا'' میں دیئے ہوئے پتہ پر =/۱۵۰/روپے منی آرڈر کردے، اس کو ہر ماہ رسالہ ملتا رہے گا۔ ۱۵/سال سے کم عمر کے بچے اپنے والد، والدہ یا بڑے بھائی بہن وغیرہ کے ذریعہ مطلوبہ رقم بھیج کر معارف رضا جاری کرواسکتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

کتبِ نــو

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں

تبصرہ نگار: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

''سیرۃ سید الانبیاء ﷺ''

اردو ترجمہ........بَذْلُ الْقُوَّۃِ فِی حَوَادِثِ سِنِی النُّبُوَّۃِ

مصنفہ.........علامہ مولانا مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمہ

مترجم.........علامہ مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

طبع اول.........ربیع الاول ۱۴۲۱ھ/ جون ۲۰۰۰

صفحات.........۲۱۰، مجلّد وخوبصورت گیٹ اپ

ناشر...........مظہر علم، کالا خطائی روڈ، شاھدرہ، لاہور

ھدیہ..........۳۷۵/روپے صرف

اسلامی علوم وفنون میں آج تک جو کچھ مدوّن ومرتب ہوا ہے اس کا غالب حصہ سیرتِ مصطفی ﷺ پر مشتمل ہے۔ سیرتِ سید عالم، رسولِ اعظم و اکرم ﷺ پر لکھی جانے والی بے شمار کتب میں سے کتاب ''بَذْلُ الْقُوَّۃِ فِی حَوَادِثِ سِنِی النُّبُوَّۃِ'' ایک وقیع کتاب ہے۔

علامہ ٹھٹھوی بارھویں صدی ہجری کے علمائے محققین اور حفاظِ محدثین میں سے تھے اور تین سو (۳۰۰) سے زائد کتب کے مصنف تھے۔ زیرِ نظر کتاب ''بَذْلُ الْقُوَّۃِ فِی حَوَادِثِ سِنِی النُّبُوَّۃِ'' کو ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے یہ کتاب سندھی ادب بورڈ، حیدرآباد نے پہلی بار ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء مخدوم امیر احمد عباسی، صدر مدرس کلیۂ السنۃ الشرقیہ حیدرآباد (پاکستان) کے مقدمہ کے ساتھ شائع کی۔

فاضل مقدمہ نگار نے اس کتاب کی جن خصوصیات، فوائد اور خصائص کا ذکر کیا ہے وہ خود ایک علیحدہ مقالہ کی متقاضی ہیں، لیکن یہاں ان میں سے چند کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ مختلف متعارض روایات کو جمع کرنے اور ان کے ممکن اور مناسب محمل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ۲۔ راجح روایات کو ترجیح دے کر قاری کے شک کو دور کیا گیا ہے۔ ۳۔ خلافِ واقع روایت پر نقد ونظر کے ساتھ بحث کی گئی ہے اور صحیح روایت بیان کی گئی ہے۔ ۴۔ صحابۂ کرام کی کنیت کے ساتھ ساتھ ان کے اسم علم کی بھی تصریح کی گئی ہے۔ ۵۔ ایک ہی واقعہ کے بارے میں مختلف منقول روایات بیان کرتے ہیں تو مبنیٰ اختلاف بھی بیان کرتے ہیں۔ ۶۔ اقوالِ اصحابِ مغازی اور اربابِ سیر سے زیادہ احادیثِ صحیحہ پر اعتبار کرتے ہیں۔ ۷۔ بعض مقامات پر جہاں غلطی کا احتمال ہے اعراب بھی بیان کر دیتے ہیں۔ ۸۔ روایت صحیحہ بیان کرنے میں شبہ پڑ جائے تو اس کو رفع فرماتے ہیں۔ ۹۔ احادیث سے مسائل فقہ استنباط کرتے، وقت حسب ضرورت وہ مسلک امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں مضبوط دلائل بھی دیتے ہیں۔ ۱۰۔ جب بھی موقع ملتا ہے گمراہ فرقوں کا بھرپور رد فرماتے ہیں۔

ترجمہ اور اس کی خصوصیت:

سیرت سید عالم ﷺ پر مشتمل اس نہایت مختصر، جامع اور نافع کتاب کا ترجمہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی صاحب استاذ دارالعلوم سلطانیہ، کالا دیو جہلم نے کیا ہے۔ مترجم ممدوح متعدد مفید اور مقبول کتب کے مصنف اور مترجم ہیں۔ زیرِ نظر ترجمہ کی بہت سے خصوصیات ہیں جن میں سے چند پیش خدمات ہیں:

(۱) ترجمہ لفظی رعایت کے ساتھ ساتھ بامحاورہ، سلیس اور غیر مانوس الفاظ و

(باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ ہوں)

محمد سلیم جوهدری (تربیلہ ڈیم، ہری پور)

۲۳؍دسمبر کا مرقومہ مکتوب گرامی ۳۱؍کو شرف صدور لایا۔ کرم فرمائی پر احقر از حد شکر گزار ہے۔ اس حقیر کوتاہِ علم وعمل وفہم کی "لن ترانیاں" شرف قبول پا گئیں (احقر کے لئے یہ بڑا اعزاز ہے) اور وہ بھی بارگاہِ سادات میں! بڑی سعادت کی بات ہے۔ قادیانیت کے فتنہ کے متعلق اہل سنت کی بروقت گرفت اور پھر اس کے خلاف نشر واشاعت کی کاوش کو از سرِ نو منظرِ عام پر لاکر "معارف رضا" بڑی اہم خدمات انجام دے رہا ہے، کچھ عرصہ سے وہابیت اس کا سہرا اپنے سر باندھ رہی تھی، جبکہ شواہد موجود ہیں کہ انگریز کا یہ پودا وہابیت کی زمین پر ہی کاشت کیا گیا اور اور وہیں پروان چڑھا۔ دانائے راز، حکیم الامت حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ پر بھی حقائق واشگاف ہو گئے تھے، فرمایا "قادیانیت اور دیوبندیت، دونوں کا سرچشمہ ایک ہے، اور وہ ہے وہابیت!" (اقبال کے حضور، ص ۲۶۱، از سید نذیر نیازی)

احقر اس ارشاد کی یوں وضاحت کیا کرتا ہے کہ:

☆ قادیانیت اور دیوبندیت دونوں جڑواں بہنیں ہیں۔ وہابیت ان کی ماں ہے اور انگریز ان کا باپ ہے۔ معارف رضا اکتوبر کا شمارہ وہابیت شکن ہے۔ بہت خوب! اداریہ "اپنی بات" حضرت شرف قادری مدظلہ العالی کا "وہ رضا کے نیزے کی مار ہے" اور حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق دامت برکاتہم العالیہ کا "قادیان تھانہ بھون میں" اور حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کا "امام احمد رضا اور رد قادیانیت" خاصے کی چیز ہیں۔ حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی لدھیانے والی بیگم کی نماز جنازہ کیلئے قادری بزرگ کی تلاش میں رہے ناکامی پر خود نماز جنازہ پڑھائی۔ (مکاتیب اقبال، بنام گرامی، ص ۲۳۸)

ضرورت ہے کہ کوئی صاحب علم "اقبال اور تصوف" کے موضوع پر دھیان دے اور جامع تحقیق پیش کرے۔ جس کی از حد ضرورت ہے۔

مؤلفاتِ علماءِ ہند کی بغداد میں نمائش

(انیس عالم سیوانی، بغداد شریف)

عراق کی عظیم دانشگاہ صدام یونیورسٹی فار اسلامک اسٹڈیز کے سالانہ یوم تاسیس کے موقع پر جہاں یونیورسٹی کے صدام ہال میں ایک تاریخی اجلاس کا انعقاد ہوا وہیں یونیورسٹی میں ایک علمی وثقافتی نمائش بھی لگائی گئی۔

حسب معمول صبح ۱۰ بجے تلاوتِ قرآن کریم سے پروگرام کا آغاز ہوا جس میں ڈاکٹر محمد مجید السعید پریزیڈنٹ آف صدام یونیورسٹی نے بغداد کی علمی تاریخ اور یونیورسٹی کی نمایاں خدمات کو حسین پیرائے میں بیان کیا جب کہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تقریباً ۴۳؍ممالک کے طلبہ کی نمائندگی کر رہے ایک ہندوستانی طالب علم مولانا سید حسن العسکری الاشرفی نے اپنے ولولہ انگیز خطاب سے لوگوں کے دل جیت لیئے اور پورے ارکان یونیورسٹی کا تمام طلبہ کی جانب سے تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

پروگرام کے اختتام پر جب وزیر اوقاف ڈاکٹر عبد المنعم صالح کے وکیل نے ہزاروں کی جھرمٹ میں ہندوستانی نمائش گاہ کا افتتاح کیا تو دیکھنے والوں کے سیلاب امنڈ پڑے نمائش گاہ کے اہم کارکن مولانا عبد المبین سبحانی نے آنے والے مہمانوں کا پرجوش استقبال کیا۔ جب کہ مولانا سید محمد نورانی الاشرفی، مولانا انوار احمد اور مولانا سید سلیمان اشرف نے اس نمائش گاہ میں لگی ہوئی ہندوستان کے تاریخی عمارتوں، اور ثقافتی تصویروں کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی ساتھ ہی نمائش گاہ میں رکھی ہوئی مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں اور محدث اعظم ہند علیہم الرحمۃ کی تصنیفات وتالیفات خصوصاً اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن "کنز الایمان" اور محدث اعظم ہند کا ترجمہ قرآن "معارف القرآن" وغیرہ کی طرف شاھدین کی توجہ مبذول کرائی۔ اہلسنت کا اس نہج سے تعارف بغداد شریف میں اپنی نوعیت کا انفرادی عمل رہا۔